بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 69

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 37

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

21 محرم 1442 ہجری قمری • 10 تبوک 1399 ہجری شمسی • 10 ستمبر 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ
وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ
فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ
اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ (النساء:60)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولُوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4؍ستمبر 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

دُعا کے لوازمات سے اوّل ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں

جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

قانونِ قُدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے۔ آج کل کے نیچری طبع لوگ جو علومِ حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں اور اُن کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرزِ معاشرت کی نقل اُتارنا ہے، دُعا کو ایک بدعت سمجھتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے تعلق پر کچھ مختصر سی بحث کی جاوے۔

دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہو کر دودھ کیلئے چلاتا ہے اور چیختا ہے، تو ماں کی پستان میں دُودھ جوش مار کر آجاتا ہے، حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا، لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اُس کی چیخیں دُودھ کو جذب کر لاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دُودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں، لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی، فوراً دُودھ اُتر آیا ہے۔ جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دُودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے اور مَیں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے، میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ مَیں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے لئے ہر وقت تیار ہوں...... دیکھو! یہ زبان جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور عروق و اعصاب سے اس کو بنایا ہے۔ اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے۔ ایسی زبان دعا کیلئے عطا کی جو قلب کے خیالات اور ارادوں تک کو ظاہر کر سکے۔ اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو ہماری شور بختی ہے...... دعا ایک ایسی سُرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سُرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتا لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اوّل ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں۔ کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ اور بھی صراحت کر دی کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا جن پر بد اعمالیوں کی وجہ سے عذابِ الٰہی آ گیا اور اَلضَّآلِّیۡنَ کہہ کر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بِدُوں بھٹکتے پھریں۔

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 183 تا 185، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

تم خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق بڑھاؤ کہ تم پر موت ایسے وقت میں آئے جو تمہارا بہترین وقت ہو

فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ سورۃ البقرہ آیت 133 کی تفسیر میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر وقت اسلام پر قائم رہو۔ کیونکہ موت کے متعلق کوئی انسان نہیں جانتا کہ وہ کب آ جائے۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ہمیشہ ربّ العالمین کے فرمانبردار رہو۔ اور خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اپنی زندگی بسر کرو تا کہ جب موت آئے تو وہ تمہیں اطاعت کے سوا اور کسی حالت میں نہ پائے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق بڑھاؤ کہ وہ تمہاری تباہی کو برداشت ہی نہ کرے اور اُسوقت تم کو موت دے جبکہ تم کامل مومن بن چکے ہو اور اس کی خوشنودی حاصل کر چکے ہو۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی رہتی ہے۔ کبھی تو انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ دنیا جہان کو بھلا دیتا ہے اور کبھی دوسری چیزوں کی طرف اُسے اتنی توجہ ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تو منافق ہو گیا آپ نے فرمایا کس طرح؟ اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ میں آپ کے پاس آتا ہوں تو اور حالت ہو جاتی ہے اور جب میں گھر جاتا ہو تو میری اور حالت ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کوئی گھبراہٹ والی بات نہیں۔ اگر ہر وقت ایک جیسی حالت رہے تو انسان مر جائے۔ دراصل قبض اور بسط کے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں۔ کامل مومن کی جو حالت قبض ہوتی ہے وہ اس سے نچلے درجے والے کیلئے بسط کی حالت ہوتی ہے۔ اِسی طرح انبیاء پر بھی قبض و بسط کا دور آتا رہتا ہے مگر نبیوں کی قبض صدیقوں کی بسط ہوتی ہے۔ اِسی لئے صوفیاء نے کہا ہے کہ حَسَنَاتُ الۡاَبۡرَارِ سَیِّئَاتُ الۡمُقَرَّبِیۡنَ یعنی نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کی بدیاں ہوتی ہیں۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اوسط درجہ کے لوگ جس کو نیکی سمجھتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے نزدیک بعض دفعہ بدی بن جاتی ہے اور اوسط درجہ کے لوگوں کی بدیاں ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی نیکیاں ہوتی ہیں۔ پس چونکہ یہ دو حالتیں انسان پر آتی رہتی ہیں اور موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ تم خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق بڑھاؤ کہ تم پر موت ایسے وقت میں آئے جو تمہارا بہترین وقت ہو اور ملک الموت تمہاری اسوقت جان نکالے جب تمہارا خدا تعالیٰ سے ایک سچا اور مخلصانہ تعلق قائم ہو چکا ہو۔"

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 202 تا 203، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نماز میں توجہ اور یکسوئی بہت ضروری ہے

۞ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہوا ہے جو نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں؟ آپؐ نے اس کے متعلق سخت ارشاد فرمایا: یہاں تک فرمایا کہ انہیں اس سے باز رہنا ہوگا۔ ورنہ اُن کی بینائی اُچک لی جائیں گی۔ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ)

۞ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: یہ شیطان کی ایک جھپٹ ہے جو بندے کی نماز پر مارتا ہے اور اس میں سے کچھ لے لیتا ہے۔

۞ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دھاری دار سیاہ لوئی میں نماز پڑھی۔ اس پر بیل بوٹے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے نقش و نگار نے میری توجہ ہٹا دی۔ یہ ابوجہم رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور اس کی سادہ لوئی مجھے لا دو۔☆ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان، باب الالتفات فی الصلوٰۃ)

☆ مؤطا امام مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت منقول ہے کہ حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لوئی ہدیہ دی تھی جو آپؐ نے بجائے ردّ کرنے کے تبدیل کر لی۔

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 21؍اگست 2020ء (مکمل متن)
پیغام حضور بر موقع جلسہ سالانہ نائیجیریا 2019
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ قادیان 2012
خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یو.کے 2004
خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب | ملکی رپورٹ۔ اعلانات
وصایا۔ ذکر خیر | خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

تعلیماتِ قرآنی پر اعتراض پیش کر کے تسلی و تشفی پانیکا موقع
اگر کافی وشافی جواب نہ دیا جاسکا تو فی اعتراض پچاس روپے کا اِنعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب سُرمہ چشم آریہ کے صفحہ 311 پر مندرجہ ذیل اشتہار ’’اشتہار مفید الاخیار‘‘ کے عنوان سے شائع فرمایا۔ یہ پُرشوکت و پُرزور اشتہار بھی ایک انعامی چیلنج پر مشتمل ہے جس میں مخالفین و متردّدین و متشکّکین کو اسلامی تعلیمات کے متعلق تسلی کرنیکا خوب خوب موقع دیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

چونکہ آجکل اکثر ہندوؤں اور آریوں کی یہ عادت ہو رہی ہے کہ وہ کچھ کچھ کتابیں عیسائیوں کی جو اسلام کی نکتہ چینی میں لکھی گئی ہیں دیکھ کر اور ان پر پورا پورا اطمینان کر کے اپنے دلوں میں خیال کر لیتے ہیں کہ حقیقت میں یہ اعتراضات درست اور واقعی ہیں، اِسلئے قرین مصلحت سمجھ کر اس عام اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دی جاتی ہے کہ اوّل تو عیسائیوں کی کتابوں پر اعتماد کر لینا اور براہِ راست کسی فاضل اہل اسلام سے اپنی عقدہ کشائی نہ کرانا اور اپنے اوہامِ فاسدہ کا محققین اسلام سے علاج طلب نہ کرنا اور خائنین عناد پیشہ کو امین سمجھ بیٹھنا سراسر بے راہی ہے جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہئے۔ دانشمند لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ جو پادری صاحبان پنجاب اور ہندوستان میں آکر اپنے مذہب کی تائید میں دن رات ہزارہا منصوبے باندھ رہے ہیں یہ ان کے ایمانی جوش کا تقاضا نہیں بلکہ انواع اقسام کے اغراض نفسانی ان کو ایسے کاموں پر آمادہ کرتے ہیں۔ اگر وہ انتظام مذہبی جسکے باعث سے یہ لوگ ہزار ہا روپیہ تنخواہیں پاتے ہیں درمیان سے اٹھایا جاوے تو پھر دیکھنا چاہئے کہ ان کا جوش وخروش کہاں ہے۔ ماسوا اس کے ان لوگوں کی ذاتی علمیت اور دماغی روشنی بھی بہت کم ہوتی ہے اور یورپ کے ملکوں میں جو واقعی دانا اور فلاسفر اور دقیق النظر ہیں وہ پادری کہلانے سے کراہت اور عار رکھتے ہیں اور ان کو ان کے بیہودہ خیالات پر اعتقاد بھی نہیں بلکہ یورپ کے عالی دماغ حکماء کی نگاہوں میں پادری کا لفظ ایسا خفیف اور دور از فضیلت سمجھا جاتا ہے کہ گویا اس لفظ سے یہ مفہوم لازم پڑا ہوا ہے کہ جب کسی کو پادری کر کے پکارا جاوے تو ساتھ ہی دل میں یہ بھی گزر جاتا ہے کہ یہ شخص اعلیٰ درجہ کی علمی تحصیلوں اور لیاقتوں اور باریک خیالات سے بے نصیب ہے اور جس قدر اِن پادری صاحبان نے اہل اسلام پر مختلف قسم کے اعتراضات کر کے اور بار بار ٹھوکریں کھا کر اپنے خیالات میں پلٹے کھائے ہیں اور طرح طرح کی ندامتیں اٹھا کر پھر اپنے اقوال سے رجوع کیا ہے، یہ بات اس شخص کو بخوبی معلوم ہوگی کہ جو انکے اور فضلاء اسلام کے باہمی مباحثات کی کتابوں پر ایک محیط نظر ڈالے......

اب افسوس تو یہ ہے کہ آریوں نے اپنے گھر کی عقل کو بالکل استعفیٰ دیکر انکی ان تمام دُور از صداقت کارروائیوں کو سچ مچ صحیح اور درست سمجھ لیا ہے اور بعض آریہ ایسے بھی ہیں کہ وہ قرآن شریف کا ترجمہ کسی جگہ سے ادھورا سا دیکھ کر یا کوئی قصہ بے سروپا کسی جاہل یا مخالف سے سنکر جھٹ پٹ اس کو بناء اعتراض قرار دے دیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف نہیں ہوتا اسکی عقل بھی بباعث تعصب اور عناد کی زہروں کے نہایت ضعیف اور مردہ کی طرح ہو جاتی ہے اور جو بات عین حکمت اور معرفت کی ہو وہ اسکی نظر سقیم میں سراسر عیب دکھائی دیتی ہے سو اسی خیال سے یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ جس قدر اصول اور تعلیمیں قرآن شریف کی ہیں وہ سراسر حکمت اور معرفت اور سچائی سے بھری ہوئی ہیں اور کوئی بات ان میں ایک ذرّہ مؤاخذہ کے لائق نہیں اور چونکہ ہر ایک مذہب کے اصولوں اور تعلیموں میں صدہا جزئیات ہوتی ہیں اور ان سب کی کیفیت کا معرض بحث میں لانا ایک بڑی مہلت کو چاہتا ہے اسلئے ہم اس بارہ میں قرآن شریف کے اصولوں کے منکرین کو ایک نیک صلاح دیتے ہیں کہ اگر اُنکو اصول اور تعلیمات قرآنی پر اعتراض ہو تو مناسب ہے کہ وہ اوّل بطور خود خوب سوچ کر دو تین ایسے بڑے سے بڑے اعتراض بحوالہ آیاتِ قرآنی پیش کریں جو ان کی دانست میں سب اعتراضات سے ایسی نسبت رکھتے ہوں جو ایک پہاڑ کو ذرّہ سے نسبت ہوتی ہے یعنی انکے سب اعتراضوں سے ان کی نظر میں اقویٰ و اشد اور انتہائی درجہ کے ہوں جن پر ان کی نکتہ چینی کی پرزور نگاہیں ختم ہو گئی ہوں اور نہایت شدّت سے دوڑ دوڑ کر انہیں پر جا ٹھہری ہوں سو ایسے دو یا تین اعتراض بطور نمونہ پیش کر کے حقیقت حال کو آزما لینا چاہئے کہ اس سے تمام اعتراضات کا بآسانی فیصلہ ہو جائیگا۔ کیونکہ اگر بڑے اعتراض بعد تحقیق ناچیز نکلے تو پھر چھوٹے اعتراض ساتھ ہی نابود ہو جائینگے اور اگر ہم انکو کافی وشافی جواب دینے سے قاصر رہے اور کم سے کم یہ ثابت نہ کر دکھایا کہ جن اصولوں اور تعلیموں کو فریق مخالف نے بمقابلہ ان اصولوں اور تعلیموں کے اختیار کر رکھا ہے وہ انکے مقابل پر نہایت درجہ رذیل اور ناقص اور دور از صداقت خیالات ہیں تو ایسی حالت میں فریق مخالف کو درحالت مغلوب ہونیکے فی اعتراض پچاس روپیہ بطور تاوان دیا جائیگا۔ لیکن اگر فریق مخالف انجام کار جھوٹا نکلا اور وہ تمام خوبیاں جو ہم اپنے ان اصولوں یا تعلیموں میں ثابت کر کے دکھلا دیں بمقابل ان کے وہ اپنے اصولوں میں ثابت نہ کر سکا تو پھر یاد رکھنا چاہئے کہ اسے بلا توقف مسلمان ہونا پڑے گا اور اسلام لانے کیلئے اوّل حلف اٹھا کر اسی عہد کا اقرار کرنا ہوگا اور پھر بعد میں ہم اسکے اعتراضات کا جواب ایک رسالہ مستقلہ میں شائع کرا دیں گے اور جو اس کے بالمقابل اصولوں پر ہماری طرف سے حملہ ہوگا اس حملہ کی مدافعت میں اس پر لازم ہوگا کہ وہ بھی ایک مستقل رسالہ شائع کرے اور پھر دونوں رسالوں کے چھپنے کے بعد کسی ثالث کی رائے پر یا خود فریق مخالف کے حلف اٹھانے پر فیصلہ ہوگا جس طرح وہ راضی ہو جائے لیکن شرط یہ ہے کہ فریق مخالف نامی علماء میں سے ہو اور اپنے مذہب کی کتاب میں مادہ علمی بھی رکھتا ہو اور بمقابل ہمارے حوالہ اور بیان کے اپنا بیان بھی بحوالہ اپنی کتاب کے تحریر کر سکتا ہو تا ناحق ہمارے اوقات کو ضائع نہ کرے۔ اور اگر اب بھی کوئی نا منصف ہمارے اس صاف صاف منصفانہ طریق سے گریز اور کنارہ کر جائے اور بدگوئی اور دشنام دہی اور توہین اسلام سے بھی باز نہ آوے تو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ وہ کسی حالت میں اس لعنت کے طوق کو اپنے گلے سے اُتارنا نہیں چاہتا کہ جو خدائے تعالیٰ کی عدالت اور انصاف نے جھوٹوں اور بے ایمانوں اور بدزبانوں اور بخیلوں اور متعصبوں کے گردن کا ہار کر رکھا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

بالآخر واضح رہے کہ اس اشتہار کے جواب میں 20 ستمبر 1886ء سے تین ماہ تک کسی پنڈت یا پادری جواب دہندہ کا انتظار کیا جائے گا اور اگر اس عرصہ میں علماء آریہ وغیرہ خاموش رہے تو انہیں کی خاموشی ان پر حجت ہوگی۔ (سرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 311)

یہ کوئی پہلا موقع نہیں کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام اور قرآن مجید کی صداقت ثابت کرنیکے لئے کوئی اشتہار دیا ہو یا اس کیلئے عام اعلان فرمایا ہو۔ اس سے پہلے بھی اور اسکے بعد بھی آپ نے بارہا یہ چیلنج دیا کہ اسلام اور قرآن مجید کی صداقت ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ جو چاہے اور جب چاہے آکر آزما لے۔ چنانچہ آپؑ کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ تمام مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کی اور قرآن مجید کی سچائی ثابت کریں اور اس کے لئے آپ نے اس کتاب میں دس ہزار روپے کا انعامی اشتہار بھی شامل فرمایا۔ اس سلسلہ میں آپؑ کے بعض نہایت پُرشوکت ارشادات پیش ہیں۔

براہین احمدیہ کا مقصد

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مقصود اس کتاب کی تالیف سے...... یہ ہے جو دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر کئے جائیں اور نیز اُن سب کو جو اس دین متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں ایسے کامل اور معقول طریق سے ملزم اور لاجواب کیا جائے جو آئندہ اُنکو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے۔ (براہین احمدیہ رُوحانی خزائن جلد 1 صفحہ 23)

قرآن کے متعلق ہر وہم کو دُور کرنا مسیح موعودؑ کے ذمہ

آپؑ فرماتے ہیں: ہم نے منکرین کو ملزم اور رسوا کرنے کے لئے جا بجا بصراحت لکھ دیا ہے اور باآواز بلند سنا دیا ہے کہ اگر کوئی برہمو قرآن شریف کے کسی بیان کو خلاف صداقت سمجھتا ہے یا کسی صداقت سے خالی خیال کرتا ہے تو اپنا اعتراض پیش کرے۔ ہم خدا کے فضل اور کرم سے اس کے وہم کو ایسا دُور کر دیں گے کہ جس بات کو وہ اپنے خیال باطل میں ایک عیب سمجھتا تھا اُس کا ہنر ہونا اس پر آشکارا ہو جائے گا۔ (ایضاً صفحہ 327 حاشیہ نمبر 11)

کوئی ایسی صداقت پیش کرو جو قرآن میں نہ ہو

آپؑ فرماتے ہیں: اگر آپ لوگ کوئی بھاری صداقت لئے بیٹھے ہیں جس کی نسبت تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے کمال جانفشانی اور عرق ریزی اور موشگافی سے اس کو پیدا کیا ہے اور جو تمہارے گمان باطل میں قرآن شریف اس صداقت کے بیان کرنے سے قاصر ہے تو تمہیں قسم ہے کہ سب کاروبار چھوڑ کر وہ صداقت ہمارے روبرو پیش کرو تا ہم تم کو قرآن شریف میں سے نکال کر دکھلا دیں۔ (ایضاً صفحہ 227 حاشیہ نمبر 11)

اگر کوئی قرآن سے بہتر تعلیم پیش کر دے تو ہم سزائے موت کیلئے تیار ہیں!

اگر کوئی شخص ایک ذرّہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اسکے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو طیار ہیں۔ (ایضاً صفحہ 298، حاشیہ در حاشیہ نمبر 2)

پورے بائبل سے صرف سورہ اخلاص میں بیان توحید کا مضمون نکال کر دکھاؤ!

سچ تو یہ ہے کہ جس قدر سورہ اخلاص کی ایک سطر میں مضمونِ توحید بھرا ہوا ہے وہ تمام توریت بلکہ ساری بائبل میں نہیں پایا جاتا۔ اور اگر ہے تو کوئی عیسائی ہمارے سامنے پیش کرے۔ (ایضاً صفحہ 303، حاشیہ در حاشیہ نمبر 2)

جو توحید قرآن کے دس ورق میں ہے وہ پورے وید میں بھی نہیں

جو کچھ قرآن شریف کے دس ورق سے توحید کے معارف آفتاب عالمتاب کی طرح ظاہر ہوتے ہیں اگر کوئی شخص وید کے ہزار ورق سے بھی نکالکر دکھلاوے تو ہم پھر بھی مان جائیں کہ ہاں وید میں توحید ہے اور جو چاہے حسب استطاعت ہم سے شرط کے طور پر مقرر بھی کرا لے ہم قسمیہ بیان کرتے ہیں اور خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم بہرحال ادائے شرط مقررہ پر جس طور سے فیصلہ کرنا چاہیں حاضر ہیں۔ (سُرمہ چشم آریہ رُ.خ. جلد 2 صفحہ 216)

یورپ کے بیسیوں فاضل نے قرآن شریف کی تعریف کر کے حق ادا کیا

یورپ کے فاضل اور صاحب علم لوگ اس قدر قابل تحسین ہیں کہ انہوں نے بیسوں کتابیں تالیف کر کے قرآن شریف کے بارہ میں شہادت حقہ کو ادا کر دیا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 196)

آئندہ انشاء اللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اَور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کرینگے۔ (منصور احمد مسرور)

خطبہ جمعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری اور عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

تین مرحومین مکرم معراج احمد صاحب شہید (ڈبگری گارڈن پشاور)، مکرم ادیب احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ (عہدی پورنا رووال) اور مکرم حمید احمد شیخ صاحب (اسلام آباد، پاکستان حال لندن، یو.کے) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 اگست 2020ء بمطابق 21 ظہور 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

بدری صحابہ کے ذکر میں سے آج جن صحابی کا ذکر ہوگا ان کا نام ہے حضرت زبیر بن عوامؓ۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کے والد کا نام عَوّام بن خُوَیلِد تھا اور والدہ کا نام صَفِیَّہ بنت عبدالمُطَّلِب تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ حضرت زبیرؓ کا سلسلہ نسبت قُصَیّ بن کِلَاب پر جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔ حضرت زبیرؓ کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کے ساتھ شادی ہوئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔ یوں حضرت زبیر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی تھے۔ اس طرح حضرت زبیر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ نسبتیں حاصل تھیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ آپ کی والدہ حضرت صفیہؓ نے آپؓ کی کنیت اپنے بھائی زبیر بن عبدالمطلب کی کنیت پر ابوطاہر رکھی تھی لیکن حضرت زبیرؓ نے اپنی کنیت اپنے بیٹے عبداللہ کے نام کی مناسبت سے رکھی جو بعد میں زیادہ مشہور ہوگئی۔ حضرت زبیرؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں وہ چوتھے یا پانچویں شخص تھے۔ حضرت زبیرؓ نے بارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بعض روایات کے مطابق آپ نے آٹھ یا سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ حضرت زبیرؓ اُن دس خوش قسمت صحابہ میں سے تھے جن کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی اور ان چھ اصحابِ شوریٰ میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے قبل اگلا خلیفہ منتخب کرنے کیلئے نامزد فرمایا تھا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، جلد 2، صفحہ 307، زبیر بن العوام دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 2، صفحہ 457، ذکر اسمہ الزبیر بن العوام دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء) (سیر الصحابہ، جلد 2، صفحہ 67، زبیر بن العوام دارالاشاعت کراچی)

جب حضرت زبیرؓ کے والد عَوّام کا انتقال ہوا تو نَوفل بن خُوَیلِد اپنے بھتیجے زبیر کی پرورش کرتے تھے اور حضرت صفیہؓ جو حضرت زبیرؓ کی والدہ تھیں انہیں مارتی تھیں یا ڈانٹتی تھیں۔ اس وقت حضرت زبیر چھوٹی عمر کے تھے تو نوفل نے، ان کے چچا نے حضرت صفیہؓ کو کہا کہ کیا اس طرح بچوں کو مارا جاتا ہے، سختی کی جاتی ہے؟ تم تو ایسے مارتی ہو جیسے اس سے ناراض ہو۔ اس پر حضرت صفیہؓ نے یہ اشعار پڑھے کہ

مَنْ قَالَ إِنِّي أُبْغِضُهُ فَقَدْ كَذَبْ
وَ إِنَّمَا أَضْرِبُهُ لِكَيْ يَلَبْ
وَ يَهْزِمَ الْجَيْشَ وَ يَأْتِيَ بِالسَّلَبْ
وَ لَا يَكُنْ لِمَالِهِ خَبأً مُخَبْ
يَأْكُلُ فِي الْبَيْتِ مِنْ تَمْرٍ وَّ حَبْ

کہ جو اس بات کا قائل ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔ میں اس پہ اس لیے سختی کرتی ہوں اسے مارتی ہوں تا کہ یہ بہادر بنے اور لشکروں کو شکست دے اور مقتول کا سامان لے کر لوٹے اور اپنے مال کے لیے چھپ کر نہ بیٹھے کہ گھر میں بیٹھا کھجوریں اور اناج کھاتا پھرے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 2، صفحہ 458، ذکر اسمہ الزبیر بن العوام دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

بہرحال یہ سوچ تھی ان کی اور اس کے مطابق ان کا تربیت کا طریقہ تھا کہ بہادر بنانے کا یہ طریقہ ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم کہیں کہ یہ بڑا اچھا طریق ہے اور عموماً تو آج کل یہی دیکھا جاتا ہے کہ اس سے اعتماد میں کمی آتی ہے۔ بہرحال اس وقت جو سختی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مار کے بداثرات سے بچایا۔ ماں کی مامتا مشہور ہے۔ پیار بھی کرتی ہوں گی۔ صرف مارتی ہی نہیں ہوں گی۔ اور بعد کے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ واقعی ان میں بہادری اور جرأت پیدا ہوئی۔ کس وجہ سے ہوئی اللہ بہتر جانتا ہے لیکن بہرحال کوئی منفی اثر بچپن کی اس مار کا ان پہ نہیں ہوا۔ یہاں اگر آج کل کسی نے آزمانے کی کوشش کی تو یہاں تو سوشل سروس والے فوراً آجائیں گے اور بچوں کو لے جائیں گے۔ اس لیے مائیں کہیں یہ طریقہ آزمانے کی کوشش نہ کریں۔

جب حضرت زبیرؓ نے اسلام قبول کر لیا تو آپؓ کے چچا آپ کو ایک چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتے تھے تا کہ وہ اسلام چھوڑ کر کفر میں لوٹ جائیں مگر آپ یہی کہتے تھے کہ اب مَیں کفر میں نہیں لوٹوں گا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 2، صفحہ 457، ذکر اسمہ الزبیر بن العوام دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں اس واقعے کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ”زبیر بن عوامؓ ایک بہت بڑے بہادر نوجوان تھے۔ اسلام کی فتوحات کے زمانہ میں وہ ایک زبردست جرنیل ثابت ہوئے۔ ان کا چچا بھی ان کو خوب تکلیفیں دیتا تھا۔ چٹائی میں لپیٹ دیتا تھا اور نیچے سے دھواں دیتا تھا تا کہ ان کا سانس رک جائے اور پھر کہتا تھا کہ کیا اب بھی اسلام سے باز آؤ گے یا نہیں؟ مگر وہ ان تکالیف کو برداشت کرتے اور جواب میں یہی کہتے کہ میں صداقت کو پہچان کر اس سے انکار نہیں کر سکتا۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 196-197)

ہِشام بن عُروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر جب بچے تھے تو مکے میں ایک شخص سے لڑائی ہوگئی۔ اس شخص نے کوئی سختی کی ہوگی۔ یہ چھوٹے تھے وہ بڑا مرد تھا۔ بہرحال اس لڑائی میں انہوں نے ان شخص کا ہاتھ توڑ دیا اور سخت چوٹ پہنچائی۔ بہرحال اس شخص کو سواری پہ لاد کر حضرت صفیہ کے پاس لایا گیا کہ دکھائیں۔ اس سے کہیں کہ آپ کے بیٹے نے اس کا یہ حال کیا ہے۔ حضرت صفیہ نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت زبیر نے اس سے لڑائی کی ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ قصور کس کا ہے۔ بہرحال لڑائی ہوئی تو حضرت صفیہ نے حضرت زبیر کی اس دلیری پر شعر پڑھتے ہوئے کہا کہ

كَيْفَ رَأَيْتَ زَبْرًا
أَ أَقِطًا حَسِبْتَهُ أَمْ تَمْرًا
أَمْ مُشْمَعِلًّا صَقْرًا

کہ تم نے زبیر کو کیسا پایا؟ کیا اسے پنیر اور کھجور کی طرح سمجھا ہوا تھا کہ آسانی سے اسے کھا جاؤ گے۔ جو چاہو گے اس سے کر لو گے۔ وہ تو تیز جھپٹنے والے عقاب کی طرح ہے۔ تم نے اس کو تیز جھپٹنے والے عقاب کی طرح پایا ہوگا۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 74-75، زبیر بن العوام دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت زبیرؓ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے اور جب آپؓ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو حضرت مُنْذِر بن محمدؓ کے پاس ٹھہرے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 75 زبیر بن العوام دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت زبیر بن عوامؓ کی بیوی تھیں ان سے مروی ہے کہ جب مَیں مکے سے ہجرت کر کے روانہ ہوئی تو مَیں امید سے تھی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے قبا میں پڑاؤ کیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ وہاں پیدا ہوا۔ پھر میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؐ نے اسے اپنی گود میں رکھا۔ پھر آپؐ نے ایک کھجور منگوائی، اسے چبایا۔ پھر اس بچے کے منہ میں پہلے لعاب ڈالا۔ پہلی چیز جو اسکے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔ پھر آپؐ نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کیلئے برکت کی دعا کی اور وہ پہلا بچہ تھا جو اسلام میں پیدا ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ، حدیث نمبر 3909)

صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء کے بیٹے کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ جب وہ سات یا آٹھ سال کے ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کیلئے آئے اور انہیں اس بات کا ان کے والد حضرت زبیرؓ نے حکم دیا تھا کہ جاؤ بیعت کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے تبسم فرمایا۔ آپؐ مسکرائے اور پھر اس کی بیعت لی۔

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند الولادۃ...... حدیث نمبر 2146)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکے میں مہاجرین کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تو حضرت زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب مہاجرین کی انصار سے مؤاخات قائم فرمائی تو حضرت سَلَمہ بن سُلَامہؓ ان کے دینی بھائی ٹھہرے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، جلد 2،

صفحہ 307، زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹوں کے نام شہداء کے نام پر رکھے تھے تا کہ شاید اللہ انہیں شہادت نصیب کرے۔ عبداللہ کا نام عبداللہ بن جَحشؓ کے نام پر۔ مُنذِر کا نام منذر بن عَمروؓ کے نام پر۔ عروہ کا نام عُروہ بن مسعودؓ کے نام پر۔ حمزہ کا نام حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے نام پر۔ جعفر کا نام جعفر بن ابوطالبؓ کے نام پر۔ مُصعب کا نام مصعب بن عُمیرؓ کے نام پر۔ عُبَیدہ کا نام عبیدہ بن حارث کے نام پر۔ خالد کا نام خالد بن سعید کے نام پر اور عَمرو کا نام عمرو بن سعید کے نام پر رکھا۔ حضرت عمرو بن سعید جنگِ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 74، زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

اور یہ پتہ نہیں کس حد تک صحیح ہے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ کا جو پیدائش کا وقت ہے تو اگر وہ پہلے بچے تھے تو کس سن میں پیدا ہوئے؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن اس وقت کسی کی شہادت ہو بھی چکی تھی کہ نہیں لیکن بہرحال ان بزرگ لوگوں کے نام پر انہوں نے یہ نام رکھے۔

عُروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ اتنے دراز قد تھے کہ جب آپؓ سوار ہوتے تو آپؓ کے پاؤں زمین پر لگتے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جلد 2، صفحہ 458، ذکر اسمہ الزبیر: زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد یعنی حضرت زبیرؓ سے پوچھا کہ جس طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر حضرات کو میں حدیث بیان کرتا ہوا سنتا ہوں۔ بہت ساری روایتیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ آپ کو نہیں سنتا اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب سے مَیں نے اسلام قبول کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی جدا نہیں ہوا لیکن مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 451، مسند زبیر بن العوامؓ، حدیث 1413 عالم الکتب بیروت 1998ء)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی جھوٹ منسوب کرتے تھے بلکہ یہ کہ میں اپنے لیے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ احتیاط کروں۔ حالانکہ وہاں تو جان کے منسوب کی لیکن اتنے محتاط تھے کہتے تھے کہیں غلطی سے بھی کوئی ایسی بات منسوب نہ کردوں اور پھر کہیں سزا پانے والوں میں سے نہ ہو جاؤں۔ یہ ان کی احتیاط تھی۔

حضرت سعید بن مسیّبؓ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی تلوار کو اللہ کی راہ میں نیام سے نکالا تھا۔ ایک دفعہ حضرت زبیرؓ مَطَابِخ، مکہ میں ایک مقام کا نام ہے اس کی گھاٹی میں آرام کر رہے تھے کہ اچانک آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ فوراً اپنی تلوار کو نیام سے نکالتے ہوئے اپنے گھر سے نکلے اس جگہ سے جہاں وہ آرام کر رہے تھے وہاں سے نکلے۔ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا اور پوچھا زبیرؓ رک جاؤ، رک جاؤ کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے سنا تھا، ایک آواز آئی تھی مجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اگر مجھے شہید کر دیا تو پھر تم کیا کر سکتے تھے؟ کہنے لگے اللہ کی قسم! مَیں نے ارادہ کیا کہ تمام اہل مکہ کو قتل کر دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کیلئے اس وقت خصوصی دعا فرمائی۔ ایک روایت میں درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تلوار کیلئے بھی دعا فرمائی۔

حضرت سعید بن مُسَیِّبؓ کہتے ہیں کہ مَیں امید کرتا ہوں کہ ان کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو اللہ ضائع نہیں کرے گا۔ (کتاب فضائل الصحابۃ لامام احمد بن حنبل، جلد 2، صفحہ 733، فضائل الزبیر بن العوام دار العلم الطباعۃ والنشر السعودیۃ 1983ء) (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 2، صفحہ 512، زبیر بن العوام دار الجیل، بیروت 1992ء) (معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 171، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت زُبیرؓ غزوۂ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ غزوۂ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ آپؐ سے موت پر بیعت کی۔ فتح مکہ کے موقع پر مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا حضرت زبیرؓ کے پاس تھا۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 77، زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر حضرت زبیرؓ سوار تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 76، زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عُروہ سے مروی ہے کہ حضرت زبیرؓ کے جسم پر تلوار کے تین بڑے گہرے زخم تھے جن میں مَیں اپنی انگلیاں ڈالا کرتا تھا یعنی گہرے زخم تھے۔ دو زخم غزوۂ بدر کے موقع پر آئے تھے اور ایک زخم جنگِ یرموک کے موقعے پر آیا تھا۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جلد 2، صفحہ 459، ذکر اسمہ الزبیر: زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ زرد عمامے کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے۔ زرد عمامہ باندھے ہوتے تھے۔ جنگ بدر میں حضرت زبیرؓ نے زرد عمامہ باندھا ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ فرشتے زبیرؓ کے مشابہ اترے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 76، زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

یعنی جو اللہ تعالیٰ نے مدد کیلئے بھیجے ہیں وہ بھی اسی عمامے میں جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہِشام بن عُروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کہتے تھے کہ غزوۂ بدر کے دن عُبَیدہ بن سعید سے میری مڈھ بھیڑ ہوئی اور اس نے ہتھیاروں کو پوری طرح اوپر پہنا ہوا تھا۔ اسکی صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھیں اور اس کی کنیت اَبُوذَات الکَرِش تھی۔ وہ کہنے لگا میں اَبُوذَات الکَرِش ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے اس پر برچھی سے حملہ کر دیا اور اسکی آنکھ میں زخم لگا یا تو وہ وہیں مر گیا۔ اس زور سے ماری تھی کہ ہشام کہتے تھے مجھے بتایا گیا کہ حضرت زبیرؓ کہتے تھے کہ میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی مشکل سے میں نے وہ برچھی کھینچ کر نکالی تو اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ برچھی حضرت زبیرؓ سے طلب فرمائی۔ انہوں نے آپؐ کو پیش کر دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے اسے واپس لے لیا۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ برچھی طلب کی۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں دے دی۔ جب حضرت ابوبکر فوت ہوئے تو حضرت عمرؓ نے آپؓ سے وہ برچھی طلب کی اور آپؓ نے انہیں دے دی۔ جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے واپس لے لی۔ پھر اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان سے وہ برچھی طلب کی اور حضرت زبیرؓ نے انہیں دے دی۔ جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ حضرت علیؓ کی آل کو مل گئی۔ آخر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے لے لی اور وہ ان کے پاس رہی یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید کر دیے گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب 12، حدیث 3998)

حضرت زبیر بن عوامؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا یعنی مجھ سے یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 450، مسند زبیر بن العوام، حدیث 1408، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت زبیرؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک عورت سامنے سے بڑی تیزی کے ساتھ آتی ہوئی دکھائی دی۔ قریب تھا کہ وہ شہداء کی لاشیں دیکھ لیتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو اچھا نہیں سمجھا کہ خاتون انہیں دیکھ سکے۔ بہت بری حالت میں مثلہ کیا گیا تھا اس لیے فرمایا کہ اس عورت کو روکو، اس عورت کو روکو۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ میری والدہ حضرت صفیہ ہیں۔ چنانچہ میں ان کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور ان کے شہداء کی لاشوں تک پہنچنے سے قبل ہی میں ان تک پہنچ گیا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر میرے سینے پر ہاتھ مار کر مجھے پیچھے دھکیل دیا۔ وہ ایک مضبوط خاتون تھیں اور کہنے لگیں کہ پرے ہٹو میں تم سے نہیں بولتی۔ یعنی کہ تم سے میں نے کوئی بات نہیں کرنی۔ پس تم پرے ہٹ جاؤ اور نہ میں نے تمہاری بات سننی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قسم دلائی ہے کہ ان لاشوں کو مت دیکھیں۔ یہ سنتے ہی وہ رُک گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا گیا تو وہ رک گئیں اور اپنے پاس موجود دو کپڑے نکال کر فرمایا: یہ دو کپڑے ہیں جو میں اپنے بھائی حمزہ کے لیے لائی ہوں کیونکہ مجھے ان کی شہادت کی خبر مل چکی ہے۔ تم انہیں ان کپڑوں میں کفن دے دینا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت صفیہؓ نے کہا مجھے یہ علم ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ ہوا ہے اور یہ خدا کی راہ میں ہی ہوا ہے اور خدا کی راہ میں جو بھی سلوک حضرت حمزہؓ کے ساتھ ہوا ہے اس پر ہم کیوں نہ راضی ہوں۔ مَیں ان شاء اللہ صبر کروں گی اور اس کا اجر خدا سے چاہوں گی۔ حضرت زبیرؓ نے ماں کا یہ جواب سنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیہ کو بھائی کی لاش پر جانے دو۔ حضرت صفیہ آگے بڑھیں، بھائی کی لاش کو دیکھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دفن کرنے کا حکم دیا۔ پھر آگے راوی کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت حمزہؓ کو ان دو کپڑوں میں کفن دینے لگے تو دیکھا کہ ان کے پہلو میں ایک انصاری شہید ہوئے پڑے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا تھا جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ہمیں اس بات پر شرم محسوس ہوئی کہ حضرت حمزہ کو دو کپڑوں میں کفن دے دیں اور اس انصاری کو ایک کپڑا ابھی میسر نہ ہو۔ اس لیے ہم نے یہ طے کیا کہ ایک کپڑے میں حضرت حمزہؓ کو اور دوسرے میں اس انصاری صحابی کو کفن دے دیں گے۔ اندازہ کرنے پر ہمیں معلوم ہوا کہ ان دونوں حضرات میں سے ایک زیادہ لمبے قد کے تھے ہم نے قرعہ اندازی کی اور جن کے نام پر جو کپڑا نکل آیا اسے اسی کپڑے میں دفنا دیا۔ تب بھی وہ پورا نہیں آیا تھا تو گھاس ڈالنی پڑی تھی۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 452، مسند زبیر بن العوام، روایت 1418، عالم الکتب بیروت 1998ء) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جلد 2، صفحہ 97، صفیہ وحزنہا علی حمزہ شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی بمصر 1955ء) (الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 10، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس بنوقریظہ کی خبر لائے تو حضرت زبیرؓ نے عرض کی مَیں حاضر ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کوئی ہے جو میرے پاس بنوقریظہ کی خبر لائے۔ حضرت زبیرؓ نے پھر جواب دیا مَیں حاضر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس بنوقریظہ کی خبر لائے۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا کہ مَیں حاضر ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو کہتے سنا جو کہتا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کا بیٹا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ اگر تم حضرت زبیرؓ کی اولاد میں سے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ دریافت کیا گیا کہ حضرت زبیرؓ کے علاوہ بھی اور کوئی تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری کہا جاتا تھا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ میرے علم میں کوئی اَور نہیں ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 78 زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن مجھے اور عُمر بن اَبِی سَلَمہ کو عورتوں میں مقرر کیا گیا۔ میں نے جو نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت زبیرؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہیں۔ میں نے بنوقریظہ کی طرف دو دفعہ یا تین دفعہ جاتے ہوئے انہیں دیکھا۔ جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے کہا اے میرے والد! مَیں نے آپ کو اِدھر اُدھر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا بیٹا کیا تم نے واقعی مجھے دیکھا تھا؟ مَیں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بنوقریظہ کے پاس کون جائے گا اور ان کی خبر لے کر میرے پاس آئے گا۔ یہ سن کر میں چلا گیا۔ جب مَیں لوٹا، جب واپس آ کے یہ رپورٹ دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے

ماں باپ دونوں کا اکٹھا نام لیا یعنی فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔
(صحیح البخاری، کتاب فضائل، اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الزبیر بن العوام، حدیث 3720)

غزوۂ خیبر میں یہود کا مشہور سردار مَرْحَبْ حضرت محمد بن مَسْلَمہؓ کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا۔ اس نے مَنْ یُّبَارِزْ؟ کا نعرہ بلند کیا کہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے گا؟ حضرت زبیرؓ اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے۔ حضرت صفیہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! معلوم ہوتا ہے کہ آج میرے بیٹے کو شہادت نصیب ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تیرا بیٹا اس کو مارے گا۔ حضرت زبیرؓ یاسر کے مقابلے کیلئے نکلے اور وہ حضرت زبیرؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔
(سیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جلد 2، صفحہ 334، مقتل یاسر اخی مرحب شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی بمصر 1955ء)

حضرت زبیرؓ ان تین لوگوں میں بھی شامل تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا پتہ کرنے بھیجا تھا جو کفار کے لیے حضرت حَاطِب بن ابی بَلْتَعَہؓ کا خط لے کر جا رہی تھی۔ گو اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے لیکن اس حوالے سے یہاں بھی تھوڑا سا ذکر کر دیتا ہوں۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ کو ایک جگہ بھیجتے ہوئے فرمایا کہ جب تم رُوْضَہ خَاخ میں پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہوگا۔ تم اس سے وہ خط لے کر واپس آجانا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم رُوْضَہ خَاخ پہنچے۔ یہ مکے اور مدینے کے درمیان ایک جگہ ہے اس کا نام ہے۔ وہاں ہمیں واقعۃً ایک عورت ملی۔ ہم نے اس سے کہا کہ تیرے پاس جو خط ہے وہ نکال دے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے اسے کہا کہ یا تو خود ہی خط نکال دو یا پھر ہم سختی کریں گے بلکہ تمہیں برہنہ کریں گے۔ جس حد تک بھی ہمیں جانا پڑا جائیں گے۔ مجبور ہو کر اس نے اپنے بالوں کی چوٹی میں سے ایک خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس خط کو جو کھول کر دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی طرف سے کچھ مشرکینِ مکہ کے نام تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فیصلے کی خبر دی گئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ حاطب یہ کیا ہے؟ یہ تم نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میرے معاملے میں جلدی نہ کیجیے گا۔ میں قریش سے تعلق نہیں رکھتا۔ البتہ ان میں شامل ہو گیا ہوں۔ میں نے سوچا کہ ان پر ایک احسان کر دوں۔ میں نے یہ کام جو ہے یہ کافر ہو کر یا مرتد ہو کر یا اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتے ہوئے نہیں کیا۔ صرف ان لوگوں پہ ایک احسان کرنا چاہتا تھا جس کی وجہ سے میں نے کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات سن کے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں کہا کہ تم سے اس نے سچ بیان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ اس وقت بڑے غصے میں تھے اور غصے میں مغلوب ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غزوۂ بدر میں شریک ہو چکے ہیں اور تمہیں یہ کیا خبر کہ اللہ نے آسمان سے اہلِ بدر کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا کہ تم جو کچھ کرتے رہو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔
(مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 251، مسند علی بن ابی طالب، حدیث 600، عالم الکتب بیروت 1998ء)
(فرہنگ سیرت از سید فضل الرحمٰن، صفحہ 136)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو حضرت زبیر بن عوامؓ فوج کے بائیں طرف تھے اور حضرت مقداد بن اَسْوَدؓ فوج کے دائیں حصے پر مقرر تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور لوگ مطمئن ہو گئے تو دونوں حضرات یعنی حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ اپنے گھوڑوں پر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کے چہروں سے اپنی چادر کے ساتھ غبار پونچھنے لگے اور فرمایا کہ میں نے گھوڑے کیلئے دو حصے اور سوار کیلئے ایک حصہ مقرر کیا ہے۔ جو ان دونوں کو کم دے اللہ اسے کم دے۔
(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 77، زبیر بن العوام دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت زبیرؓ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبل نامی بت کے اوپر اپنی چھڑی ماری اور وہ اپنے مقام سے گر کر ٹوٹ گیا تو حضرت زبیرؓ نے ابوسفیان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا ابوسفیان! یاد ہے احد کے دن جب مسلمان زخموں سے چُور ایک طرف کھڑے ہوئے تھے۔ تم نے اپنے غرور میں یہ اعلان کیا تھا کہ اُعْلُ ھُبَلْ اُعْلُ ھُبَلْ۔ ہبل کی شان بلند ہو۔ ہبل کی شان بلند ہو اور یہ کہ ہبل نے ہی تم کو احد کے دن مسلمانوں پر فتح دی تھی۔ آج دیکھتے ہو سامنے ہبل کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا زبیرؓ یہ باتیں اب جانے دو۔ آج ہم کو اچھی طرح نظر آرہا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا تو آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اس طرح کبھی نہ ہوتا۔ پس یہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے۔
(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 346-347)

جنگ حُنَین کے دن قبیلہ ہَوَازَن کی غیر متوقع تیر اندازی سے اور اس وجہ سے بھی کہ آج لشکرِ اسلام میں دو ہزار نو مسلم بھی شامل تھے۔ ایسا وقت آیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے میدان میں رہ گئے۔ حضرت عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھامے تھے۔ کافر سردار مالک بن عوف ایک گھاٹی پر شہسواروں کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے دیکھا کچھ شہسوار ظاہر ہوئے۔ مالک بن عوف نے پوچھا یہ کیا نظر آرہا ہے؟ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ کچھ لوگ ہیں اپنے نیزے گھوڑوں کے کانوں کے درمیان رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یہ بنو سُلَیم ہیں ان سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ آئے اور وادی کی طرف نکل گئے۔ پھر دیکھا ایک اَور دستہ سواروں کا ظاہر ہوا۔ مالک نے پوچھا کیا دیکھتے ہو۔ اس نے کہا کچھ لوگ ہیں نیزے ہاتھ میں ہیں۔ اس نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں۔ اس نے کہا ان سے بھی کوئی خطرہ نہیں۔ وہ بھی جب گھاٹی کے قریب پہنچے تو بنو سُلَیم کی طرح وادی کی طرف چل پڑے۔ پھر ایک سوار نظر آیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کیا دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ایک شہسوار ہے۔ لمبا قد کندھے پر نیزہ ہے۔ سر پر سرخ پٹکا باندھے ہوئے ہے۔ مالک نے کہا یہ زبیر بن عوام ہے۔ لات کی قسم! اس کی تم سے مڈھ بھیڑ ہوگی۔ اب قدم مضبوط کر لو۔ جب حضرت زبیرؓ گھاٹی پر پہنچے۔ سواروں نے انہیں دیکھا تو حضرت زبیرؓ چٹان کی طرح ان کے سامنے ڈٹ گئے اور نیزے کے ایسے وار کیے کہ گھاٹی ان کافر سرداروں سے خالی کرا لی۔
(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 52-53)(سیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جلد 2، صفحہ 456، وصیہ مالک بن عوف لقومہ ولقاز بیر لھم شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی بمصر 1955ء)

عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جنگِ یرموک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کیا آپ حملہ نہیں کریں گے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں؟ حضرت زبیرؓ نے کہا اگر میں نے حملہ کیا تو تم پیچھے رہ جاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہم پیچھے نہیں رہیں گے۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ نے کفار پر اس زور سے حملہ کیا کہ ان کی صفیں چیرتے ہوئے نکل گئے اور دیکھا کہ ان کے ساتھ کوئی ایک بھی نہ تھا۔ پیچھے مڑ کے جب دیکھا تو کوئی ایک بھی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ پھر وہ لوٹے تو کفار نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر دو زخم لگائے جن میں وہ بڑا زخم بھی تھا جو جنگِ بدر میں ان کو لگا تھا۔ عروہ کہتے تھے کہ میں اپنی انگلیاں ان زخموں میں ڈال کر کھیلا کرتا تھا اور میں اس وقت چھوٹا تھا۔ عروہ کہتے ہیں کہ ان دنوں یرموک کی لڑائی میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے اور اس وقت وہ دس برس کے تھے۔ حضرت زبیرؓ انہیں گھوڑے پر سوار کر کے لے گئے تھے اور ایک شخص کو ان کی حفاظت کیلئے مقرر کر دیا تھا۔
(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، حدیث 3975)

فتح شام کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ کی سرکردگی میں مصر پر حملہ ہوا۔ مصر کے فاتح حضرت عمرو بن عاص نے اسکندریہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا تو اسکندریہ کے جنوب میں دریائے نیل کے کنارے خیمے نصب کیے تھے اس لیے اس کو فُسطَاط کہتے ہیں۔ یہی مقام بعد میں شہر بن گیا اور اسی شہر کا جدید حصہ آج قاہرہ کہلاتا ہے۔ جب مسلمانوں نے اس فُسطَاط کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے قلعے کی مضبوطی اور فوج کی قلّت کو دیکھا تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت عمرؓ سے کمک روانہ کرنے کیلئے درخواست کی۔ حضرت عمرؓ نے دس ہزار فوج اور چار افسر بھجوائے۔ فرمایا ان میں سے ہر ایک افسر ایک ہزار کے برابر ہے۔ ان میں سے ایک حضرت زبیرؓ تھے۔ یہ پہنچے تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے محاصرے کے انتظامات ان کے سپرد کیے۔ انہوں نے گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے کے گرد چکر لگایا۔ فوج کو ترتیب دی۔ سواروں اور پیادوں کو مختلف جگہوں پر متعین کیا۔ منجنیقوں سے قلعے پر پتھر پھینکنے شروع کیے۔ سات ماہ تک محاصرہ جاری رہا۔ فتح اور شکست کا کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ حضرت زبیرؓ ایک دن کہنے لگے کہ آج میں مسلمانوں پر فدا ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار سونت لی اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ گئے۔ چند اَور صحابہ نے ان کا ساتھ دیا۔ فصیل پر پہنچ کر سب نے ایک ساتھ تکبیر کے نعرے بلند کیے اور ساتھ ہی تمام فوج نے اتنے زور سے نعرہ بلند کیا کہ قلعے کی زمین دہل گئی۔ عیسائیوں نے سمجھا کہ مسلمان قلعے کے اندر گھس گئے ہیں۔ وہ بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت زبیرؓ نے فصیل سے اتر کر قلعے کا دروازہ کھول دیا اور تمام فوج اندر گھس گئی۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2، صفحہ 54-55)(معجم البلدان، صفحہ 259، مطبوعہ الفیصل اردو بازار لاہور 2013ء)

حضرت عمرؓ کی وفات کے وقت خلافت کمیٹی کے اراکین کی نامزدگی اور وفات کے بعد خلافت کے انتخاب کا واقعہ بخاری میں جو درج ہے وہ یوں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! وصیت کر دیں، کسی کو خلیفہ مقرر کر جائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مَیں اس خلافت کا حق داران چند لوگوں سے بڑھ کر اور کسی کو نہیں پاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں فوت ہوئے کہ آپؐ ان سے راضی تھے۔ انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لیا اور کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ تمہارے ساتھ شریک رہے گا اور خلافت میں اس کا حق کوئی نہیں ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ اگر خلافت سعدؓ کو مل گئی تو پھر وہی خلیفہ ہو ورنہ جو بھی تم میں سے امیر بنایا جائے وہ سعدؓ سے مدد لیتا رہے کیونکہ میں نے ان کو اس لیے معزول نہیں کیا کہ وہ کسی کام کے کرنے سے عاجز تھے اور نہ اس لیے کہ انہوں نے کوئی خیانت کی تھی۔ نیز فرمایا مَیں اس خلیفہ کو جو میرے بعد ہوگا پہلے مہاجرین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق ان کے لیے پہچانیں اور ان کی عزت کا خیال رکھیں۔ اور میں انصار کے متعلق بھی عمدہ سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ انہوں نے مہاجرین سے پہلے اپنے گھروں میں ایمان کو جگہ دی۔ جو ان میں سے نیک کام کرنے والا ہو اسے قبول کیا جائے اور جو ان میں سے قصوروار ہو اس سے درگذر کیا جائے۔ اور میں سارے شہروں کے باشندوں کے ساتھ عمدہ سلوک

ارشاد باری تعالیٰ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

(سورۃ البقرہ:149)

ترجمہ: اور ہر ایک کیلئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے
پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

کرنے کی اس کو وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اسلام کے پشت پناہ ہیں اور مال کے محصل ہیں اور دشمن کے کڑھنے کا موجب ہیں۔ اور یہ کہ ان کی رضامندی سے ان سے وہی لیا جائے جو ان کی ضرورتوں سے بچ جائے۔ اور میں اس کو بدوی عربوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ عربوں کی جڑ اور اسلام کا مادہ ہیں۔ یہ کہ ان کے ایسے مالوں سے لیا جائے جو ان کے کام کے نہ ہوں اور پھر انہی کے محتاجوں کو دے دیا جائے۔ اور میں اس کو اللہ کے ذمے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کرتا ہوں کہ جن لوگوں سے عہد لیا گیا ہو ان کا عہد ان کیلئے پورا کیا جائے اور ان کی حفاظت کیلئے ان سے مدافعت کی جائے اور ان سے بھی اتنا ہی لیا جائے جتنا ان کی طاقت ہو۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ فوت ہو گئے اور ان کی تدفین سے فراغت ہوئی تو وہ چھ آدمی جمع ہوئے جن کا نام حضرت عمرؓ نے لیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت علیؓ کو دیا۔ حضرت طلحہؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت عثمانؓ کو دیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے کہا کہ آپ دونوں میں سے جو بھی اس امر سے دستبردار ہوگا ہم اسی کے حوالے اس معاملے کو کر دیں گے اور اللہ اور اسلام اس کا نگران ہوگا۔ وہ آپ میں سے اسی کو تجویز کرے گا جو اس کے نزدیک افضل ہے۔ یہ سن کر دونوں بزرگ خاموش رہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا: کیا آپ اس معاملے کو میرے سپرد کرتے ہیں؟ اور اللہ میرا نگران ہے جو آپ میں سے افضل ہے اس کو تجویز کرنے کے متعلق کوئی بھی کمی نہیں کروں گا۔ ان دونوں نے کہا اچھا۔ پھر عبدالرحمٰن ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر الگ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتے کا تعلق ہے اور اسلام میں بھی وہ مقام ہے جو آپ جانتے ہی ہیں۔ اللہ آپ کا نگران ہے۔ بتائیں اگر میں آپ کو امیر بناؤں تو کیا آپ ضرور انصاف کریں گے؟ اگر میں عثمان کو امیر بناؤں تو آپ ان کی بات سنیں گے اور ان کا حکم مانیں گے؟ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ دوسرے کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی ویسے ہی کہا۔ جب انہوں نے پختہ عہد لے لیا تو پھر عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھائیں اور ان کی بیعت کی اور حضرت علیؓ نے بھی ان کی بیعت کی اور گھر والے اندر آ گئے اور انہوں نے بھی حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب قصۃ البیعۃ، حدیث 3700)

بہرحال یہ تفصیل میں کچھ عرصہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں یہاں بھی ان کے حوالے سے بیان کر دی ہے۔ حضرت زبیرؓ کا ابھی ذکر چل رہا ہے۔ وہ ان شاء اللہ باقی آئندہ بیان ہوگا۔

اس وقت کچھ جنازے ہیں جو پڑھانے ہیں۔ مَیں ان کے بارے میں بتاؤں گا۔ پہلا جنازہ جن مرحوم کا ہے وہ ہیں معراج احمد صاحب شہید ابن محمود احمد صاحب آف ڈبگری گارڈن ضلع پشاور۔ ان کو مخالفینِ احمدیت نے 12/ اگست کو رات نو بجے ان کے میڈیکل سٹور کے سامنے فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مرحوم اپنے میڈیکل سٹور سے کام ختم کر کے رات نو بجے گھر کیلئے روانہ ہوئے تھے کہ نامعلوم افراد نے فائرنگ کر دی اور وقوعے سے فرار ہو گئے۔ شہید مرحوم کو چار گولیاں لگیں جس سے موقعے پر ہی وفات ہو گئی۔ بوقت شہادت ان کی عمر تقریباً 61 سال تھی۔ شہید مرحوم کا بیٹا عزیزم یاسر احمد وقوعہ سے چند منٹ پہلے سٹور سے گھر کو روانہ ہوا تھا اور مرحوم کے موبائل سے ہی بیٹے کو وقوعہ کی اطلاع دی گئی۔ بیٹا جب واپس میڈیکل سٹور پہنچا تو مرحوم کی وفات ہو چکی تھی۔

شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم احمد گل صاحب اور ان کے بھائی مکرم صاحب گل صاحب کے ذریعے سے 1912ء میں ہوا تھا جو پشتو کے مشہور شاعر بھی تھے۔ اور اس خاندان کا تعلق شیخ محمدی پشاور سے تھا۔ تاہم بعد میں یہ خاندان غیر مبائعین سے وابستہ رہا یعنی لاہوری جماعت، پیغامی جو ہم کہتے ہیں ان سے وابستہ ہو گئے تھے۔ خلافت کی بیعت نہیں کی تھی۔ مکرم معراج صاحب نے اپنے تین بھائیوں کے ہمراہ خود 91-1990ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ مبائعین میں شمولیت اختیار کی تھی جس کے بعد سے ان کی مخالفت کا سلسلہ شہادت تک جاری رہا۔ ان کے پاس کام کرنے والے ملازمین بھی محض مذہبی مخالفت کی وجہ سے ان کے پاس کام کرنے پر آمادہ نہیں تھے۔ سوشل میڈیا پر بھی گذشتہ کچھ عرصے سے شدید مخالفانہ مہم جاری تھی جس میں طاہر نسیم کے واقعہ قتل کے نتیجے میں مزید اضافہ ہوا اور اسی پس منظر میں علاقے میں یہ مہم چلائی جا رہی تھی کہ عید کے بعد قادیانیوں کے خلاف بھرپور تحریک چلائی جائے گی اور ان کا علاقے سے خاتمہ کر دیں گے اور اگلا ٹارگٹ انہی کا علاقہ تھا جس میں شہید مرحوم رہائش پذیر تھے۔

شہید نمایاں خصوصیات کے حامل تھے۔ باقاعدہ گھر میں نماز باجماعت کا انتظام تھا۔ خلافت سے بے انتہا عقیدت تھی۔ ایم ٹی اے پر خطبات سننے کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ جماعتی پروگرام میں شمولیت کے علاوہ مہمان نوازی، ہمدردی خلق اور غریبوں کی امداد نمایاں وصف تھے۔ ضرورت مندوں کو مفت دوائیاں دیا کرتے تھے۔ خاندان کے ہر فرد سے ہمدردی کا تعلق تھا۔ بھائیوں کی فیملیوں سے بہت محبت کا تعلق تھا اور یہ جو بھائیوں سے محبت ہے وہ احمدیت قبول کرنے کے بعد اور بھی بڑھ گئی تھی۔ دعوت الی اللہ بہت بڑھ چڑھ کر کرتے تھے۔ تحریک جدید کے نئے مالی سال کے اعلان کے موقعے پر عہدے دار جب ان کے پاس آئندہ وعدے کیلئے پہنچتے تو جیب میں ہاتھ ڈالتے اور جتنی رقم ہوتی وہ چندے میں دے دیتے۔ اس سال بھی انہوں نے یہی کیا کہ جو بھی رقم تھی چندے میں ادا کر دی۔ ان کے بیٹے یاسر 2012ء میں آسٹریلیا ہجرت کر گئے تھے۔ 2013ء میں شہید بھی اپنے بیٹے کے پاس آسٹریلیا چلے گئے لیکن پھر 2014ء میں اپنے بیٹے کو لے کر واپس پاکستان آ گئے اور بتایا کہ میری خواہش ہے کہ اپنے علاقے اور ملک میں رہ کر غریب عوام کی خدمت کروں اور وطن کی محبت مجھے مجبور کر رہی ہے کہ مَیں پاکستان میں رہائش رکھوں۔ آسٹریلیا میں جب مَیں دورے پہ گیا ہوں تو اس وقت یہ مجھے ملے بھی تھے۔

طویل عرصے سے جماعت پشاور کے سیکرٹری ضیافت تھے۔ احمدی تو وطن کی محبت میں ہر قربانی کیلئے تیار ہیں اور یہ لوگ جو نام نہاد وطن کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں، ان کا احمدیوں پر الزام لگانے اور ان کو نقصان پہنچانے کے علاوہ کوئی کام نہیں لیکن بہرحال جو احمدی کی سرشت میں ہے وہ تو اس کے مطابق ہی کام کریں گے۔ طویل عرصے سے جماعت پشاور کے سیکرٹری ضیافت تھے اور تا حیات اس عہدے پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ گذشتہ رمضان میں اعتکاف بھی بیٹھے تھے۔ ان کے ایک بھائی فاروق احمد صاحب ٹریفک حادثے میں پہلے فوت ہو گئے تھے اور دوسرے بھائی کا سٹور ان سے قریب ہی ہے ان کو بھی خطرہ ہی رہتا ہے۔ دھمکیاں ملتی رہتی ہیں۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ رشیدہ معراج صاحبہ اور تین بیٹے یاسر 27 سال اور مصور احمد 25 سال اور جاذب 14 سال ہیں۔ ایک بیٹی عائشہ ہے جو ایم بی بی ایس کی طالبہ ہیں۔ جاذب کو بھی اپنے سکول میں کافی مخالفت کا سامنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔

آج کل پاکستان میں مخالفت پھر زوروں پر ہے بلکہ ممبران اسمبلی بھی جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کر کے عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ غلط طور پر ان لوگوں کی غلط حرکات کو پیش کیا جاتا ہے جن کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور پھر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ احمدی تھے حالانکہ ان حرکت کرنے والوں کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آج کل سستی شہرت کیلئے ہر گھسا پٹا انسان جو ہے وہ یوٹیوب پر جماعت کے خلاف اپنے پروگرام بنا کر اور غلط باتیں منسوب کر کے سمجھتا ہے کہ مَیں بڑے ثواب کا کام کر رہا ہوں حالانکہ وہ لوگ نیک نیت نہیں ہیں۔ صرف اپنی سستی شہرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شر ان پر الٹائے۔

ان دنوں میں خاص طور پر پاکستان کی جماعت کو بھی اور دنیا میں بھی، ہمیں بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ بہت پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ بہت پڑھیں۔ درود شریف بہت پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ جوں جوں یہ دشمنی بڑھ رہی ہے توں توں ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔

شہید کے بیٹے یاسر صاحب کہتے ہیں میرے والد صاحب اللہ کے فضل سے موصی تھے اور چندوں میں ہمیشہ بڑھ کر خلوص سے حصہ لیتے تھے اور اس کے علاوہ بھی لوگوں کی فکر میں لگے رہتے تھے اور مالی مدد کرتے تھے۔ میرے والد صاحب بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ مخالفت کے باوجود ہمیشہ بے خوف رہتے اور اللہ پر بھروسا کرتے اور ہمیشہ یہی کہتے کہ مجھے کسی مخالفت کی پروا نہیں۔ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ کہتے ہیں نہایت سادہ، عاجز اور سخی انسان تھے۔ ہمیشہ لوگوں کی کھلے دل سے مدد کیا کرتے تھے۔ بہت متقی تھے۔ ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والے، اللہ سے بہت مضبوط تعلق اور بھروسہ رکھنے والے تھے۔ نمازوں کی پابندی اور تہجد میں باقاعدگی معمول تھا۔ صبح شام تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو اس کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ اس دفعہ رمضان میں یہ اعتکاف بھی بیٹھے تھے اور کہتے تھے کہ مَیں نے خواب میں ان بدکردار اور منافق لوگوں کا بہت برا انجام دیکھا ہے۔ اور بڑی تسلی سے کہتے تھے کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ سنبھال کے رکھا ہوا ہے۔

امیر صاحب آسٹریلیا نے بھی بیان کیا ہے اور اسی طرح اَور بھی وہاں آسٹریلیا میں رہنے والے لوگوں نے بھی لکھا ہے کہ کچھ عرصہ یہاں آسٹریلیا میں رہے ہیں۔ جماعت کے بہت فدائی ممبر تھے اور مستعد کارکن تھے۔ بہت ملنسار تھے۔ محبت کرنے والے تھے۔ بہت مہمان نواز تھے اور عاجز انسان تھے۔ بہت نڈر اور جوشیلے احمدی تھے۔ بہت کم گو اور نرم زبان تھے اور جب یہ واپس جانے کا انہوں نے فیصلہ کیا تو دوستوں نے انہیں پاکستان کے مخدوش حالات کی وجہ سے جانے سے روکا، بچوں نے بھی روکا مگر وہ کہنے لگے کہ جماعت کی راہ میں اگر جان چلی جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا خوش بختی ہوگی اور یہ اعزاز ہوگا۔ پھر واپس چلے گئے۔ اور وہاں زعیم انصار اللہ ملبرن ہیں وہ کہتے ہیں کہ شہادت سے دو روز قبل مجھے ان کا فون آیا تھا کہ مخالفت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے لیکن میں ڈرنے والا نہیں ہوں۔

دوسرا جنازہ جو ہے وہ عزیزم ادیب احمد ناصر مربی سلسلہ کا ہے جو محمد ناصر احمد ڈوگر صاحب عہدی پور نارووال کے بیٹے تھے۔ 9/ اگست کو ستائیس سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

عہدیداران کو چاہئے کہ وہ خدمت دین کو فضل الٰہی سمجھتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دیں
آپ کا فرض ہے کہ پہلے سے بڑھ کر خدمتِ دین کی طرف توجہ ہو
آپ نے سب کو ساتھ لے کر آگے بڑھنا ہے
(پیغام برموقع جلسہ سالانہ امریکہ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ خواہ تبلیغی پروگراموں کیلئے کوشش اور منصوبہ بندی ہو یا تربیتی پروگراموں کیلئے ہو، یا اپنی حالتوں کو درست کرنے کیلئے کوشش ہو، آپ کی یہ سب کوششیں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک آپ کے دل میں خشیت اللہ، خدا کا خوف پیدا نہ ہو۔ (پیغام برموقع جلسہ سالانہ امریکہ 2019)

طالب دعا: عبدالرحمن خان (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اُڈیشہ)

جلسے میں شامل ہونے والے ہر فرد کو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسکا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے

اللہ آپ سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

اللہ آپ کو بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے والا بنائے اور ہمیشہ نظام خلافت کا وفادار بنائے

(جلسہ سالانہ نائیجیریا 2019ء کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی **پیغام**)

پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے نہایت خوشی ہوئی ہے کہ آپ 21,20 اور 22 دسمبر 2019ء کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے۔ اللہ کرے کہ تمام شاملین اس سے اعلیٰ روحانی فیض حاصل کرنے والے ہوں اور بھلائی، نیکی و تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

آپ کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتوں اور نعمتوں میں سے ایک جلسہ سالانہ کا قیام ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ یہ منفرد اجتماع ہمیں اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بہتر کرنے، دلوں کو پاک کرنے اور اپنے علم کو بڑھانے کے مواقع فراہم کرتا ہے تا کہ ہم تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں اور اس طرح زیادہ بہتر رنگ میں خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

پس جلسے میں شامل ہونے والے ہر فرد کو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اور یہی جلسے میں شامل ہونے کا واحد مقصد ہے۔ آپ تقویٰ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بڑھتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہوں اور جلسے میں اس بنیادی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے شامل ہوں۔ اگر ایسا نہیں تو جلسہ میں شامل ہونا بے مقصد اور فائدہ سے خالی ہوگا۔

اللہ آپ سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے جلسہ سالانہ کو کامیاب فرمائے اور آپ کو جلسے کی کارروائی سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ کو بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے والا بنائے اور ہمیشہ نظام خلافت کا وفادار بنائے۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق عطا فرمائے اور نیکی اور تقویٰ میں بڑھتے ہوئے انسانیت اور اسلام کا مددگار بنائے۔ اللہ کا فضل آپ سب کے شامل حال ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 3 جنوری 2020)

جامعہ میں یہ داخل ہوئے اور جولائی 2017ء میں انہوں نے جامعہ کی تعلیم مکمل کی۔ میدان عمل میں آئے اور اصلاح و ارشاد مقامی کے تحت یہ کام کر رہے تھے۔ انکا رشتہ بھی طے ہو چکا تھا اور شادی ہونے والی تھی۔ انکو بخار چڑھا، ٹائیفائیڈ ہوا۔ پھر ٹائیفائیڈ بگڑ گیا اور سرسام ہو گیا اور اس دوران میں انہوں نے احتیاط بھی نہیں کی۔ اپنے کام بھی کرتے رہے اور سفر بھی کرتے رہے اور بہر حال دو تین دن مختصر علالت کے بعد اس بخار کی وجہ سے انکی وفات ہوگئی۔

ان کے والد ناصر ڈوگر صاحب کہتے ہیں کہ میرا بیٹا بطور واقفِ زندگی ہم والدین کیلئے باعث فخر تھا۔ نہایت نیک اور صالح بیٹا، صوم وصلوٰۃ کا پابند، سادہ طبیعت، نرم لہجہ، چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ۔ اور یہ خصوصیات ان کے اَور دوستوں نے بھی لکھی ہیں جو مربیان تھے یا ان سے رابطہ رکھنے والے تھے۔ ہمیشہ مسکرانے والے تھے۔ جماعت کی محبت اور خدمت کا بہت زیادہ جذبہ رکھنے والے تھے۔ بڑے ہر دلعزیز وجود تھے۔ چینی کی جماعت جہاں آج کل خدمت کی توفیق پا رہے تھے وہاں تقرر سے پہلے ہی بیت الذکر اور مربی ہاؤس بنانے کیلئے بہت جوش اور جذبے سے کام کیا اور اپنے ماہانہ الاؤنس میں سے رقم جمع کر کے، حالانکہ معمولی الاؤنس ہوتا ہے، تیس ہزار روپے مسجد کے بنوانے کیلئے بھجوائے اور کام شروع کرنے کی بار بار تاکید کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ ان کی زبان سے یہی سنا کہ کام شروع کریں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔

ان کی والدہ ناصرہ صاحبہ کہتی ہیں کہ ادیب احمد کی پیدائش اس لیے ہمارے لیے خوشی کا دن تھا کہ ہم نے اس کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہوا تھا۔ چار بیٹیوں کے بعد خدا نے بیٹا دیا تو خوشی کی انتہا نہ رہی اور خوشی تھی کہ یہ بڑا ہو کر مربی بنے گا اور دوسرا خوشی کا دن تب آیا جب ہمیں جامعہ بلا کر ادیب کو شاہد کی سند دی گئی۔ انتہائی نیک اور اطاعت گزار بچہ تھا۔ فیلڈ سے روزانہ فون کر کے دوائیوں وغیرہ کا پوچھتا۔ ماں کی صحت کے بارے میں پوچھتا اور ہمیشہ کہتا صحت کا خیال رکھا کریں۔ بڑا خدا ترس وجود تھا اور یہ زمیندارہ گھرانہ ہے۔ جب گندم کا سیزن آتا تو اپنی ماں کو کہتے کہ زیادہ گندم رکھیں کیونکہ ضرورت مند لوگ بھی آجاتے ہیں، غریبوں کی مدد بھی کرنی ہوتی ہے ان کو دینی ہوتی ہے۔

چینی کی جماعت جو عہدی پور کا ایک مقام ہے اس میں (مربی ہاؤس) ایک کمرے پر مشتمل تھا۔ وہاں مکمل سامان وغیرہ میسر نہ ہونے کے باوجود بڑے حوصلے کے ساتھ ڈیوٹی دی۔ جاوید لنگاہ صاحب مربی ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ مرحوم وقف کی حقیقی روح کو سمجھ کر زندگی بسر کرنے والے تھے۔ بہت جاں فشانی سے کام کیا۔ جماعت کی بہترین تربیت کے ساتھ عہدے داران سے بھرپور تعاون کیا۔ تربیتی حوالے سے بطور خاص خلفائے کرام کے کلپس احباب جماعت کو سناتے۔ کسی میں کوئی عیب دیکھتے تو اس کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے علیحدگی میں سمجھاتے۔ ہر ایک کے کام آتے۔ خلافت سے محبت، اطاعتِ نظامِ جماعت، ملنساری، خوش اخلاقی، نرم مزاجی، عاجزی اور انکساری مرحوم کے نمایاں اوصاف تھے۔ بڑے مؤدب اور ہر حال میں خدا کی رضا پر راضی رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ماں باپ کو بھی سکون اور صبر عطا فرمائے۔ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہنوں کو بھی حوصلہ عطا فرمائے۔ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

اگلا جنازہ جو پڑھنا ہے جس کا ذکر کروں گا وہ مکرم حمید احمد شیخ صاحب کا ہے جو شیخ محمد حسین صاحب کے بیٹے تھے۔ 12 اگست کو ہارٹ اٹیک کے باعث پچاسی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن۔

آپ حضرت شیخ نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ان کے والد مکرم شیخ محمد حسین صاحب نے بطور امیر جماعت چنیوٹ خدمت کی توفیق پائی۔ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت شیخ نور احمد صاحب کو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ اپنے دونوں بیٹوں کو تعلیم کے لیے قادیان بھیجیں چنانچہ مکرم حمید احمد شیخ صاحب کے والد شیخ محمد حسین صاحب نے قادیان سے میٹرک کیا جہاں آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا کلاس فیلو ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حمید احمد شیخ صاحب کے نانا حضرت مولوی عبد القادر صاحب رضی اللہ عنہ لدھیانوی تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 اصحاب میں شامل تھے۔

حمید شیخ صاحب کی شادی کپورتھلے کے حضرت منشی ظفر احمد رضی اللہ عنہ صاحب کی پوتی سے ہوئی۔ مکرم حمید شیخ صاحب چارٹرڈ آرکیٹکٹ تھے۔ اپنی تعلیم یہاں لندن میں 1973ء میں مکمل کی تھی۔ رشید احمد صاحب ومبلڈن والے جو ہیں جو ہمارے روٹی پلانٹ کے سابق انچارج تھے یہ ان کے بھائی تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ مرحوم کے ایک بیٹے عبد الرزاق شیخ صاحب یہاں ہماری آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن جو ہے IAAAE اس کے وائس چیئرمین بھی ہیں۔ عبد الرزاق شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد ایک پیار کرنے والے اور عقیدت مند بیٹے، خاوند، باپ اور دادا تھے۔ تمام خاندان کے افراد ان سے محبت کرتے تھے۔ آپ جماعت احمدیہ کے بہت ہی نیک اور مخلص فرد تھے۔ کبھی بھی کسی بھی رنگ میں جماعت کی خدمت کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ خلیفۂ وقت کو خط لکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی کہتے تھے کہ خط لکھا کریں۔ بچوں کو ہر جگہ مقامی جماعت سے رابطہ کرنے کی تاکید کرتے تھے اور بار بار اس بارے میں کہتے رہتے تھے۔ باجماعت نمازوں کے پابند تھے۔ بچوں کو توجہ دلاتے رہتے تھے۔ جماعت کی مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور اپنی وفات سے دو ہفتے قبل بڑی تاکید سے اپنے تمام بقایا جات ادا کر دیے۔ نائیجیریا میں بھی یہ رہے ہیں۔ وہاں بھی مساجد اور مشن ہاؤسز کی زمینوں میں اپنے پیشے کے لحاظ سے تزئین کے عمل میں مدد دیتے رہے اور جب نائیجیریا چھوڑ کے آئے ہیں تو اپنی گاڑی وہاں جماعت کو تحفۃً دے آئے تھے۔ پاکستان میں قیام کے دوران اسلام آباد IAAAE کے چیئرمین کے طور پر بھی خدمت انجام دیتے رہے۔ بہر حال مختلف حیثیتوں سے ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ جمعے کے بعد ان شاء اللہ ان تینوں کی نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔

......☆......☆......☆......

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

باشندگانِ مدینہ کا قبولِ اسلام

اِسی عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار خبر دی جا رہی تھی کہ تمہارے لئے ہجرت کا وقت آ رہا ہے اور آپ پر یہ بھی کھل چکا تھا کہ آپ کی ہجرت کا مقام ایک ایسا شہر ہے جس میں کنویں بھی ہیں اور کھجوروں کے باغ بھی پائے جاتے ہیں۔ پہلے آپ نے یمامہ کی نسبت خیال کیا کہ شاید وہ ہجرت کا مقام ہوگا۔ مگر جلد ہی یہ خیال آپ کے دل سے نکال دیا گیا اور آپ اِس انتظار میں لگ گئے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق جو شہر بھی مقدر ہے وہ اپنے آپ کو اسلام کا گھوارہ بنانے کیلئے پیش کرے گا۔ اِسی دوران میں حج کا زمانہ آ گیا عرب کے چاروں طرف سے لوگ مکہ میں حج کیلئے جمع ہونے شروع ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے مطابق جہاں کچھ آدمیوں کو کھڑا دیکھتے تھے اُن کے پاس جا کر اُنہیں توحید کا وعظ سنانے لگ جاتے تھے اور خدا کی بادشاہت کی خوشخبری دیتے تھے اور ظلم اور بدکاری اور فساد اور شرارت سے بچنے کی نصیحت کرتے تھے۔ بعض لوگ آپ کی بات سنتے اور حیرت کا اظہار کر کے جدا ہو جاتے۔ بعض باتیں سن رہے ہوتے تو مکہ والے آ کر اُن کو وہاں سے ہٹا دیتے تھے۔ بعض جو پہلے سے مکہ والوں کی باتیں سن چکے ہوتے وہ ہنسی اُڑا کر آپ سے جدا ہو جاتے۔ اسی حالت میں آپ منٰی کی وادی میں پھر رہے تھے کہ چھ سات آدمی جو مدینہ کے باشندے تھے آپ کی نظر پڑے۔ آپ نے اُن سے کہا کہ آپ لوگ کس قبیلہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا خزرج قبیلہ کے ساتھ۔ آپ نے کہا وہی قبیلہ جو یہودیوں کا حلیف ہے؟ اُنہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ لوگ تھوڑی دیر بیٹھ کر میری باتیں سنیں گے؟ اُن لوگوں نے چونکہ آپ کا ذکر سنا ہوا تھا اور دل میں آپ کے دعویٰ سے کچھ دلچسپی تھی اُنہوں نے آپ کی بات مان لی اور آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کی باتیں سننے لگ گئے۔ آپ نے اُنہیں بتایا کہ خدا کی بادشاہت قریب آ رہی ہے، بت اب دنیا سے مٹا دیئے جائیں گے، توحید کو دنیا میں قائم کر دیا جائے گا۔ نیکی اور تقویٰ پھر ایک دفعہ دنیا میں قائم ہو جائیں گے۔ کیا مدینہ کے لوگ اِس عظیم الشان نعمت کو قبول کرنے کیلئے تیار ہیں؟ انہوں نے آپ کی باتیں سنیں اور متأثر ہوئے اور کہا آپ کی تعلیم کو تو ہم قبول کرتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ مدینہ اسلام کو پناہ دینے کیلئے تیار ہے یا نہیں اس کیلئے ہم اپنے وطن جا کر اپنی قوم سے بات کریں گے پھر ہم دوسرے سال اپنی قوم کا فیصلہ آپ کو بتائیں گے۔ یہ لوگ واپس گئے اور اُنہوں نے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں آپ کی تعلیم کا ذکر کرنا شروع کیا۔ اُس وقت مدینہ میں دو عرب قبائل اوس اور خزرج بستے تھے اور تین یہودی قبائل یعنی بنو قریظہ اور بنو نضیر اور بنو قینقاع۔ اوس اور خزرج کی آپس میں لڑائی تھی۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر اوس کے ساتھ اور بنو قینقاع خزرج کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ مدتوں کی لڑائی کے بعد اُن میں یہ احساس پیدا ہو رہا تھا کہ ہمیں آپس میں صلح کر لینی چاہئے۔ آخر باہمی مشورہ سے یہ قرار پایا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول جو خزرج کا سردار تھا اُسے سارا مدینہ اپنا بادشاہ تسلیم کر لے۔ یہودیوں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اوس اور خزرج بائبل کی پیشگوئیاں سنتے رہتے تھے۔ جب یہودی اپنی مصیبتوں اور تکلیفوں کا حال بیان کرتے تو اُس کے آخر میں یہ بھی کہہ دیا کرتے تھے کہ ایک نبی جو موسیٰ کا مثیل ہو گا ظاہر ہونے والا ہے اُس کا وقت قریب آ رہا ہے جب وہ آئے گا ہم پھر ایک دفعہ دنیا پر غالب ہو جائیں گے، یہود کے دشمن تباہ کر دیئے جائیں گے۔ جب اُن حاجیوں سے مدینہ والوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کو سنا آپ کی سچائی اُن کے دلوں میں گھر کر گئی اور اُنہوں نے کہا یہ تو وہی نبی معلوم ہوتا ہے جس کی یہودی ہمیں خبر دیا کرتے تھے۔ پس بہت سے نوجوان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی سچائی سے متأثر ہوئے اور یہودیوں سے سنی ہوئی پیشگوئیاں اُن کے ایمان لانے میں مؤید ہوئیں۔ چنانچہ اگلے سال حج کے موقع پر پھر مدینہ کے لوگ آئے۔ بارہ آدمی اِس دفعہ مدینہ سے یہ ارادہ کر کے چلے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ اِن میں سے دس خزرج قبیلہ کے تھے اور دو اوس کے۔ منٰی میں وہ آپ سے ملے اور اُنہوں نے آپ کے ہاتھ پر اِس بات کا اقرار کیا کہ وہ سوائے خدا کے اور کسی کی پرستش نہیں کریں گے، وہ چوری نہیں کریں گے، وہ بدکاری نہیں کریں گے، وہ اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے، وہ ایک دوسرے پر جھوٹے الزام نہیں لگائیں گے، نہ وہ خدا کے نبی کی دوسری نیک تعلیمات میں نافرمانی کریں گے۔ یہ لوگ واپس آ گئے تو اُنہوں نے اپنی قوم میں اور بھی زیادہ زور سے تبلیغ شروع کر دی۔ مدینہ کے گھروں میں سے بت نکال کر باہر پھینکے جانے لگے۔ بتوں کے آگے سر جھکانے والے لوگ اب گردنیں اُٹھا کر چلنے لگے۔ خدا کے سوا اب لوگوں کے ماتھے کسی کے سامنے جھکنے کیلئے تیار نہ تھے۔ یہودی حیران تھے کہ صدیوں کی دوستی اور صدیوں کی تبلیغ سے جو تبدیلی وہ نہ پیدا کر سکے اسلام نے وہ تبدیلی چند دنوں میں پیدا کر دی۔ توحید کا وعظ مدینہ والوں کے دلوں میں گھر کرتا جاتا تھا۔ یکے بعد دیگرے لوگ آتے اور مسلمانوں سے کہتے ہمیں اپنا دین سکھاؤ۔ لیکن مدینہ کے نو مسلم نہ تو خود اسلام کی تعلیم سے پوری طرح واقف تھے اور نہ اُن کی تعداد اتنی تھی کہ وہ سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کو اسلام کے متعلق تفصیل سے بتا سکیں اس لئے اُنہوں نے مکہ میں ایک آدمی بھجوایا اور مبلغ کی درخواست کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعبؓ نامی ایک صحابی کو جو حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تھے مدینہ میں تبلیغ اسلام کیلئے بھجوایا۔ مصعبؓ مکہ سے باہر پہلا اسلامی مبلغ تھا۔

اسراء

اُنہی ایام میں خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آئندہ کیلئے پھر ایک زبردست بشارت دی۔ آپ کو ایک کشف میں بتایا گیا کہ آپ یروشلم گئے ہیں اور نبیوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ یروشلم کی تعبیر مدینہ تھا، جو آئندہ کیلئے خدائے واحد کی عبادت کا مرکز بننے والا تھا اور آپ کے پیچھے نبیوں کے نماز پڑھنے کی تعبیر یہ تھی کہ مختلف مذاہب کے لوگ آپ کے مذہب میں داخل ہوں گے اور آپ کا مذہب عالمگیر ہو جائے گا۔ یہ وقت مکہ میں مسلمانوں کیلئے نہایت ہی سخت تھا اور تکالیف انتہاء کو پہنچ چکی تھیں۔ اس کشف کا سنانا مکہ والوں کیلئے ہنسی اور استہزاء کا ایک نیا موجب ہو گیا اور اُنہوں نے ہر مجلس میں آپ کے اِس کشف پر ہنسی اُڑانی شروع کی۔ مگر کون جانتا تھا کہ نئے یروشلم کی تعمیر شروع تھی۔ مشرق و مغرب کی قومیں کان دھرے خدا کے آخری نبی کی آواز سننے کیلئے متوجہ کھڑی تھیں۔

رومیوں کے غلبہ کی پیشگوئی

اِنہی ایام میں قیصر اور کسریٰ کے درمیان ایک خطرناک جنگ ہوئی اور کسریٰ کو فتح حاصل ہوئی۔ شام میں ایرانی فوجیں پھیل گئیں۔ یروشلم تباہ کر دیا گیا۔ حتی کہ ایرانی فوجیں یونان اور ایشائے کوچک تک پہنچ گئیں اور باسفورس کے دہانہ پر ایرانی جرنیلوں نے قسطنطنیہ سے صرف دس میل کے فاصلہ پر اپنے خیمے گاڑ دیئے۔ اِس واقعہ پر مکہ کے لوگوں نے خوشیاں منانی شروع کیں اور کہا خدا کا فیصلہ ظاہر ہو گیا ہے۔ بت پرست ایرانیوں نے اہل کتاب عیسائیوں کو شکست دے دی۔ اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خبر دی گئی کہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ یعنی رومی فوجیں عرب کے قریب ممالک میں شکست کھا گئی ہیں لیکن اپنی شکست کے بعد پھر اُن کو فتح حاصل ہو گی چند سال کے اندر اندر۔ خدا ہی کا اختیار دنیا میں پہلے بھی رائج تھا اور آئندہ بھی رائج رہے گا۔ جب وہ فتح کا دن آئے گا اُس وقت مؤمنوں کو بھی خدا کی مدد سے خوشی نصیب ہو گی۔ خدا جن کو چن لیتا ہے اُن کی مدد کرتا ہے وہ بڑی شان والا اور بڑا مہربان ہے۔ یہ اُس خدا کا وعدہ ہے جو اپنے وعدوں کو تبدیل نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ خدا کی قدرتوں سے ناواقف ہیں۔ چند ہی سال بعد خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی پوری کر دی۔ ایک طرف رومیوں نے ایرانیوں کو شکست دے کر اپنے ملک کو آزاد کرا لیا اور دوسری طرف جیسا کہ کہا گیا تھا اُنہی ایام میں مسلمانوں کو مکہ کے لوگوں کے خلاف فتوحات حاصل ہونی شروع ہوئیں۔ جبکہ مکہ کے لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ اُنہوں نے لوگوں کو مسلمانوں کی باتیں سننے سے روک کر اور مسلمانوں پر ظلم کرنے پر آمادہ کر کے اسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔ خدا کا کلام متواتر اسلام کی فتوحات کی خبریں دے رہا تھا اور بتا رہا تھا کہ مکہ والوں کی تباہی کی گھڑی قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ چنانچہ انہی ایام میں محمد رسول اللہ ﷺ نے بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی اس وحی کا اعلان کیا کہ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ○ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ○ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ○ یعنی مکہ والے کہتے ہیں کہ کیوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ربّ کے پاس سے کوئی نشان ہمارے لئے نہیں لاتا۔ کیا پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں جو اس کے حق میں ہیں وہ اُن کیلئے کافی نشان نہیں ہے۔ ہم اگر پوری تبلیغ سے پہلے ہی مکہ والوں کو ہلاک کر دیتے تو مکہ والے کہہ سکتے تھے کہ اے ہمارے ربّ! کیوں تو نے ہماری طرف کوئی رسول نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رُسوا ہونے سے پہلے تیری تعلیموں کے پیچھے چلتے۔ تو کہہ دے ہر شخص کو اپنے وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے پس تم بھی اُس گھڑی کا انتظار کرو جب حجت تمام ہو جائے گی تب تم یقیناً جان لو گے کہ سیدھے راستہ پر اور خدا تعالیٰ کی ہدایت پر کون چل رہا ہے۔

ہر روز خدا کی نئی وحی نازل ہو رہی تھی اور ہر روز وہ اسلام کی ترقی اور کفّار کی تباہی کی خبریں دے رہی تھی۔ مکہ والے ایک طرف اپنی طاقت اور شوکت کو دیکھتے تھے اور دوسری طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی کمزوری کو دیکھتے تھے اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں خدا تعالیٰ کی نصرتوں اور مسلمانوں کی کامیابیوں کی خبریں پڑھتے تھے تو حیران ہو کر سوچتے تھے کہ آیا وہ پاگل ہو گئے ہیں یا محمد ''رسول اللہ'' پاگل ہو گیا ہے۔ مکہ والے تو یہ امیدیں کر رہے تھے کہ ہمارے ظلموں اور ہماری تعدّی کی وجہ سے اب مسلمانوں کو مایوس ہو کر ہماری طرف آ جانا چاہئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی اور اُن کے ساتھیوں کو بھی اُن کے دعویٰ میں شبہات پیدا ہو جانے چاہئیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان کر رہے تھے کہ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ○ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○ اے مکہ والو! جن خیالات میں تم پڑے ہوئے ہو وہ درست نہیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اُن چیزوں کی جو تمہیں نظر آ رہی ہیں اور اُن کی بھی جو تمہاری نظروں سے ابھی پوشیدہ ہیں کہ یہ قرآن ایک معزز رسول کی زبان سے تم کو سنایا جا رہا ہے یہ کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تمہارے دل میں ایمان کم ہی پیدا ہوتا ہے۔ یہ کسی کاہن کی تک بندی نہیں ہے مگر افسوس تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یہ سب جہانوں کے پیدا کرنے والے خدا کی طرف سے اُتارا گیا ہے اور ہم جو سب جہانوں کے رب ہیں تم سے کہتے ہیں کہ اگر یہ ایک آیت بھی جھوٹی بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اُس کی رگِ جان کو کاٹ دیتے اور اگر تم سب لوگ مل کر بھی اُس کو بچانا چاہتے تو تم اُس کو نہ بچا سکتے۔ مگر یہ قرآن تو خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں اِس قرآن کو جھٹلانے والے بھی موجود ہیں مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کی تعلیم اس منکروں کے دلوں میں حسرتیں پیدا کر رہی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ کاش! یہ تعلیم ہمارے پاس ہوتی۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جو باتیں اِس قرآن میں بتائی گئی ہیں وہ لفظاً لفظاً پوری ہو کر رہیں گی۔ پس اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِن لوگوں کی مخالفتوں کی پرواہ نہ کر اور اپنے عظیم الشان ربّ کے نام کی بزرگی بیان کرتا چلا جا۔

(جاری)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 47 تا 54، مطبوعہ قادیان 2014ء)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(80) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اور آپ کے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعودؑ کو دعا کیلئے خط لکھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے۔ والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھا دیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دے گا۔ دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا۔ ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق خاموش رہا حالانکہ اس کی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اس نے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہئے۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے؟ ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے! بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ بابو (میرے والد کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) کل ہی ایک خط دکھا رہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دے گا۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے تھے کہ اس کے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا۔

(اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اس کے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں)

(85) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (یوسف: 87) خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا۔ اور آپ کی قرأت لہردار ہوتی تھی۔

(87) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا ہم سے سید فضل شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہاں مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ میں پاس بیٹھا تھا۔ بھائی عبداللہ صاحب سنوری بھی پاس تھے اور بعض اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب سب کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ مگر جب بھائی عبداللہ صاحب بولتے تھے تو حضرت صاحب دوسروں کی طرف سے توجہ ہٹا کر ان کی طرف توجہ کر لیتے تھے۔ مجھے اس کا ملال ہوا اور میں نے اُن پر رشک کیا۔ حضرت صاحب میرے اس خیال کو سمجھ گئے اور میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے شاہ صاحب آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں حضرت میں بھائی عبداللہ صاحب کو جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہمارا یہ مذہب ہے کہ **"قدیمان خود را بیفزائے قدر"** یہ آپ سے بھی قدیم ہیں۔ سید فضل شاہ صاحب کہتے تھے کہ اس دن سے میں نے سمجھ لیا کہ ہمارا ان سے مقابلہ نہیں یہ ہم سے آگے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جس وقت سید فضل شاہ صاحب نے یہ روایت بیان کی اس وقت میاں عبداللہ صاحب سنوری بھی پاس بیٹھے تھے اور میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں پرنم تھیں۔

(88) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب نے 1884ء میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چلّہ کشی فرمائیں گے اور ہندوستان کی سیر بھی کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ارادہ فرمایا کہ سوجان پور ضلع گورداسپور میں جا کر خلوت میں رہیں اور اس کے متعلق حضور نے ایک اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ بھی مجھے روانہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی اس سفر اور ہندوستان کے سفر میں حضور ساتھ رکھیں۔ حضور نے منظور فرما لیا۔ مگر پھر حضور کو سفر سوجان پور کے متعلق الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہو گی۔ چنانچہ آپ نے سوجان پور جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ہوشیار پور جانے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپ ماہ جنوری 1886ء میں ہوشیار پور جانے لگے تو مجھے خط لکھ کر حضور نے قادیان بلا لیا اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ میں دو ماہ کے واسطے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں کسی ایسے مکان کا انتظام کر دیں جو شہر کے ایک کنارے پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو۔ شیخ مہر علی نے اپنا ایک مکان جو طویلہ کے نام سے مشہور تھا خالی کروا دیا۔ حضور بہلی میں بیٹھ کر دریا بیاس کے راستہ تشریف لے گئے۔ میں اور شیخ حامد علی اور فتح خان ساتھ تھے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ فتح خاں رسول پور متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا رہنے والا تھا اور حضور کا بڑا معتقد تھا مگر بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر کے نیچے مرتد ہو گیا۔ حضور جب دریا پر پہنچے تو چونکہ کشتی تک پہنچنے کے رستہ میں کچھ پانی تھا اس لئے ملاح نے حضور کو اُٹھا کر کشتی میں بٹھایا جس پر حضور نے اسے ایک روپیہ انعام دیا۔ دریا میں جب کشتی چل رہی تھی حضور نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میاں عبداللہ کامل کی صحبت اس سفر دریا کی طرح ہے جس میں پار ہونے کی بھی امید ہے اور غرق ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ میں نے حضور کی یہ بات سرسری طور پر سنی مگر جب فتح خان مرتد ہوا تو مجھے حضرت کی یہ بات یاد آئی۔ خیر ہم راستہ میں فتح خان کے گاؤں میں قیام کرتے ہوئے دوسرے دن ہوشیار پور پہنچے۔ وہاں جاتے ہی حضرت صاحب نے طویلہ کے بالا خانہ میں قیام فرمایا اور اس غرض سے کہ ہمارا آپس میں کوئی جھگڑا نہ ہو ہم تینوں کے الگ الگ کام مقرر فرما دیئے۔ چنانچہ میرے سپرد کھانا پکانے کا کام ہوا۔ فتح خان کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ بازار سے سودا وغیرہ لایا کرے۔ شیخ حامد علی کا یہ کام مقرر ہوا کہ گھر کا بالائی کام اور آنے جانے والے کی مہمان نوازی کرے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ دستی اشتہارات اعلان کر دیا کہ چالیس دن تک مجھے کوئی صاحب ملنے نہ آویں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کیلئے بلائیں۔ ان چالیس دن کے گذرنے کے بعد میں یہاں بیس دن اور ٹھہروں گا۔ ان بیس دنوں میں ملنے والے ملیں۔ دعوت کا ارادہ رکھنے والے دعوت کر سکتے ہیں اور سوال و جواب کرنے والے سوال جواب کر لیں۔ اور حضرت صاحب نے ہم کو بھی حکم دے دیا کہ ڈیوڑھی کے اندر کی زنجیر ہر وقت لگی رہے اور گھر میں بھی کوئی شخص مجھے نہ بلائے۔ میں اگر کسی کو بلاؤں تو وہ اسی حد تک میری بات کا جواب دے جس حد تک کہ ضروری ہے اور نہ اوپر بالا خانہ میں کوئی میرے پاس آوے۔ میرا کھانا اوپر پہنچا دیا جاوے مگر اس کا انتظار نہ کیا جاوے کہ میں کھانا کھا لوں۔ خالی برتن پھر دوسرے وقت لے جایا کریں۔ نماز میں اوپر الگ پڑھا کروں گا تم نیچے پڑھ لیا کرو۔ جمعہ کیلئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ کوئی ویران سی مسجد تلاش کرو جو شہر کے ایک طرف ہو جہاں ہم علیحدگی میں نماز ادا کر سکیں۔ چنانچہ شہر کے باہر ایک باغ تھا اس میں ایک چھوٹی سی ویران مسجد تھی وہاں جمعہ کے دن حضور تشریف لے جایا کرتے تھے اور ہم کو نماز پڑھاتے تھے اور خطبہ بھی خود پڑھتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں کھانا چھوڑنے اوپر جایا کرتا تھا اور حضور سے کوئی بات نہیں کرتا تھا مگر کبھی حضور مجھ سے خود کوئی بات کرتے تھے تو جواب دے دیتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ میاں عبداللہ! ان دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ اگر ان کو لکھا جاوے تو کئی ورق ہو جاویں۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ پسر موعود کے متعلق الہامات بھی اسی چلّہ میں ہوئے تھے اور بعد چلّہ کے ہوشیار پور سے ہی آپ نے اس پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا (خاکسار عرض کرتا ہے ملاحظہ ہو اشتہار 20 رفروری 1886ء) جب چالیس دن گذر گئے تو پھر آپ حسب اعلان بیس دن اور وہاں ٹھہرے۔ ان دنوں میں کئی لوگوں نے دعوتیں کیں اور کئی لوگ مذہبی تبادلہ خیالات کیلئے آئے اور باہر سے حضور کے پرانے ملنے والے لوگ بھی مہمان آئے۔ انہی دنوں میں مرلیدھر سے آپ کا مباحثہ ہوا جو سرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔ جب دو مہینے کی مدت پوری ہو گئی تو حضرت صاحب واپس اسی راستہ سے قادیان روانہ ہوئے۔ ہوشیار پور سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے جہاں کچھ باغیچہ سا لگا ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور تھوڑی دیر کیلئے بہلی سے اُتر آئے اور فرمایا یہ عمدہ سایہ دار جگہ ہے یہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضور قبر کی طرف تشریف لے گئے میں بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو گیا اور شیخ حامد علی اور فتح خان بہلی کے پاس رہے۔ آپ مقبرہ پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھول کر اندر گئے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور تھوڑی دیر تک دعا فرماتے رہے پھر واپس آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا "جب میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر ہے وہ قبر سے نکل کر دوزانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو میں ان سے باتیں بھی کر لیتا۔ ان کی آنکھیں موٹی موٹی ہیں اور رنگ سانولا ہے" پھر کہا کہ دیکھو اگر یہاں کوئی مجاور ہے تو اس سے ان کے حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضور نے مجاور سے دریافت کیا۔ اس نے کہا میں نے ان کو خود تو نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گذر گیا ہے۔ ہاں اپنے باپ یا دادا سے سنا ہے کہ یہ اس علاقہ کے بڑے بزرگ تھے اور اس علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔ حضور نے پوچھا ان کا حلیہ کیا تھا؟ وہ کہنے لگا کہ سنا ہے سانولہ رنگ تھا اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں۔ پھر ہم وہاں سے روانہ ہو کر قادیان پہنچ گئے۔ خاکسار نے میاں عبداللہ صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب اس خلوت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے اور کس طرح عبادت کرتے تھے؟ میاں عبداللہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ ہم کو معلوم نہیں کیونکہ آپ اوپر بالا خانہ میں رہتے تھے اور ہم کو اوپر جانے کا حکم نہیں تھا۔ کھانے وغیرہ کیلئے جب ہم اوپر جاتے تھے تو اجازت لے کر جاتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دن جب میں کھانا رکھنے اوپر گیا تو حضور نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ بُوۡرِکَ مَنۡ فِیۡہَا وَمَنۡ حَوۡلَہَا اور حضور نے تشریح فرمائی کہ مَنۡ فِیۡہَا سے میں مراد ہوں اور مَنۡ حَوۡلَہَا سے تم لوگ مراد ہو۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں تو سارا دن گھر میں رہتا تھا صرف جمعہ کے دن حضور کے ساتھ ہی باہر جاتا تھا اور شیخ حامد علی بھی اکثر گھر میں رہتا تھا لیکن فتح خان اکثر سارا دن ہی باہر رہتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اغلب ہے کہ اس الہام کے وقت بھی وہ باہر ہی ہو۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ فتح خان ان دنوں میں اتنا معتقد تھا کہ ہمارے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ حضرت صاحب کو تو میں نبی سمجھتا ہوں اور میں اس کی اس بات پر پرانے معروف عقیدہ کی بنا پر گھبراتا تھا۔ میاں عبداللہ صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دفعہ میں کھانا چھوڑنے گیا تو حضور نے فرمایا مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کرتا ہے کہ اگر میں ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو یہ جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جاویں۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیشہ ثابت قدمی، اخلاص اور وفا کے ساتھ خلافت سے جڑے رہیں
اپنے بچوں کو خلافت کی برکات سے آگاہ کریں
اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق قائم رکھیں

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ مارشل آئی لینڈز 2019ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ
جماعت کی ترقی، اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور دنیا کے امن کا حصول
یقیناً بنیادی طور پر خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ہی جڑا ہوا ہے

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ مارشل آئی لینڈز 2019ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اگر ناموسِ رسالت کیلئے کھڑا ہونا ہے اور حقیقی مسلمان ہیں تو ایک سال نہیں بلکہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ
ناموسِ رسالت کیلئے قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور اس کا بہترین طریقہ اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا اور آپؐ سے محبت ہے
اس کا صحیح طریق سکھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے، پس اگر حقیقی محبت کا اظہار کرنا ہے تو اُس کے ساتھ جڑنا ضروری ہے

اس زمانے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کیلئے جس جری اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں

ناموسِ رسالت یہ نہیں کہ گھر بیٹھے باتوں کے تیر چلائے جائیں، ناموسِ رسالت کے نام پر کمزوروں اور کلمہ گوؤں کو بہیمانہ طور پر ظلم کا نشانہ بنایا جائے بلکہ اسلام کی اصل خدمت اور غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے، لوگوں کے ذہنوں میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کیا جائے، پس اس کام کو دنوں سے خاص کر کے یا سال میں محدود کر کے کبھی نہیں کیا جا سکتا

حُبِّ پیمبری کا دعویٰ ہے تو ہر دن اور ہر لمحے کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے صَرف کرنا ہوگا اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی میں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کے ہر فرد کے سپرد کیا ہے

اے مسیح محمدی کے ماننے والو! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کی لَو کو 2012ء کی اس آخری رات میں بھی روشن کر دو اور پھر اس کو کسی سال تک محدود نہیں رکھنا بلکہ ہر سال اور ہر دن اُس وقت تک اُسے روشن رکھنا ہے جب تک کہ یا زندگی ختم ہو جائے یا تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آجائے

یاد رکھیں ہماری فتوحات کیلئے دعاؤں کی شرط خدا تعالیٰ نے رکھی ہوئی ہے، پس دنیا میں بسنے والا ہر احمدی اس سال کو الوداع اور نئے سال کا استقبال دعاؤں کے ساتھ کرے

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اعلیٰ اظہار آپؐ پر درود بھیجنے میں ہے

جلسہ سالانہ قادیان 2012ء کے موقع پر مسجد بیت الفتوح لندن سے مورخہ 31/دسمبر 2012ء کو سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝ (الاحزاب:41تا42)

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ۝ (الاحزاب:46تا48)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (الاحزاب:57)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے جیسے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر، اور مؤمنوں کو خوشخبری دے دے کہ یہ اُن کیلئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اُس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

گزشتہ دنوں ایک خبر یہ آئی کہ علماء اور مجلس ختم نبوت نے فیصلہ کیا ہے کہ سال 2013ء پاکستان میں ناموسِ رسالت کے سال کے طور پر منایا جائے۔ یہ عجیب عشقِ رسول ہے کہ ایک سال آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کر دیا اور بس اور اس سال میں بھی کیا ہوگا؟ اس سال میں بھی وہی کچھ ہوگا جو یہ نام نہاد علماء ناموسِ رسالت اور مذہب کے نام پر اب تک کرتے آئے ہیں۔ یعنی اپنے مفادات کیلئے، اپنی انانیت کی تسکین کیلئے مجبوروں اور مظلوموں کا مذہب اور ناموسِ رسالت کے نام پر خون۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ ناموسِ رسالت کے نام پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو داغدار کرنے کی مذموم کوشش۔ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا اُس کے نام پر ظلم و بربریت۔ لیکن ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی جب ڈھیلی ہوتی ہے تو پکڑ بھی بڑی سخت آتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے دین اور پیارے رسول کے نام پر ظلم و بربریت کیا جائے تو اللہ تعالیٰ مستقل چھٹی نہیں دیتا۔ ایک وقت آتا ہے جب یہ ظلم و تعدی کرنے والے خدا تعالیٰ کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ پس یہ نام نہاد ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے نام پر قائم کی گئی تنظیمیں خدا تعالیٰ کی ڈھیل کو اپنی کامیابی نہ سمجھیں، نہ ہی اُسے خدا تعالیٰ کی رضا سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا تو رحمۃ للعالمین کے اسوہ پر عمل کرنے پر ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا تو اُس کے دین کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانے میں ہے، نہ کہ مذہب کے نام پر خون میں۔

پس آج جو لوگ ناموسِ رسالت کے نام پر غیر مسلموں کے حقوق غصب کر رہے ہیں یا اپنے مفادات کی تسکین کیلئے توہینِ رسالت کا الزام لگا کر کسی کو بھی مجرم بنا کر قتل و غارت گری پر تلے ہوئے ہیں وہ حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اُسوہ کے خلاف چل کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو دعوت دے رہے ہیں۔ اور پھر اپنے ظلم کی انتہا کو یہاں تک لے گئے ہیں کہ جو امام اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق بھیجا ہے، اُس کا نہ صرف انکار کر رہے ہیں بلکہ اُس کیلئے دریدہ دہنی اور ظلموں کی حدوں کو بھی چھونے لگے ہیں۔ اُس کے ماننے والوں پر ظلموں کی انتہاؤں کو چھو رہے ہیں۔

پس یاد رکھیں، اپنے عمل سے یہ ظلم و بربریت کرنے والے ناموسِ رسالت نہیں کر رہے۔ اُن کا عمل کسی طور بھی ناموسِ رسالت کرنے والوں میں شمار نہیں ہو سکتا بلکہ توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلامِ صادق کے خلاف مغلّظات بک کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو آواز دے رہے ہیں۔ قرآنِ کریم کو پڑھنے اور سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس میں دیئے گئے اللہ تعالیٰ کے اس اِنذار کو بھول جاتے ہیں کہ وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (الاعراف: 184) اور میں اُنہیں مہلت دیتا ہوں۔ یقیناً میری پکڑ بہت سخت ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا خوف کریں اور توبہ اور استغفار کریں۔ یاد رکھیں کہ اگر ناموسِ رسالت کیلئے کھڑا ہونا ہے اور حقیقی مسلمان ہیں تو ایک سال نہیں بلکہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ ناموسِ رسالت کیلئے قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اور اس کا بہترین طریقہ اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا اور آپؐ سے محبت ہے۔ وہ حقیقی محبت ہے صرف نام کی محبت نہیں۔ اس کا صحیح طریق سکھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے۔ پس اگر حقیقی محبت کا اظہار کرنا ہے تو اُس کے ساتھ جڑنا ضروری ہے۔ آپ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کس طرح سمجھا اور مقامِ ختم نبوت کیا ہے؟ دنیا کے تمام ادیان پر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری کس طرح ثابت کرنی ہے؟ یہ سب کچھ اُس سے پتا چل سکتا ہے جس کو زمانے کا امام بنا کر خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا تھا۔ جس کا اوڑھنا

بچھونا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پس یہ بات بتانے کیلئے کہ کس طرح عشق و محبت کے یہ اظہار امام الزمان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کئے، مَیں نے آج چند حوالے لئے جو جہاں احمدیوں کیلئے ازدیادِ ایمان اور مقامِ خاتم الانبیاء کا علم و عرفان دلانے والے ہیں، وہاں اگر کوئی غیر احمدی نیک فطرت اس کو سُن لے تو اُسے بھی مقامِ محمدیت کی حقیقی تصویر دکھانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور زمانے کے امام مسیح الزمان اور مہدی دوران کے بارے میں نام نہاد علماء کی طرف سے پیدا کی گئی غلط فہمیوں کو دور کرنے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی حیثیت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں؟ سب سے بڑا الزام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا کرتے ہیں اور ہم نام نہاد ناموسِ رسالت کے دیوانے یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، قرآنِ شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآنِ شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41) کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اُس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔‘‘ (یعنی پھر کفر لازم نہیں آتا) ’’مگر مَیں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں، جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے، اُن کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔‘‘ (جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی اور رسول کہا ہے تو مَیں کس طرح مخفی رکھوں) ’’لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مُرْسَل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی مَیں علی رؤوس الاشہاد گواہی دیتا ہوں، یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ وَمَنْ قَالَ بَعْدَ رَسُوْلِنَا وَسَيِّدِنَا اِنِّيْ نَبِيٌّ اَوْ رَسُوْلٌ عَلٰى وَجْهِ الْحَقِيْقَةِ وَالْاِفْتِرَآءِ وَتَرَكَ الْقُرْاٰنَ وَاَحْكَامَ الشَّرِيْعَةِ الْغَرَّآءِ فَهُوَ كَافِرٌ كَذَّابٌ۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہِ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلا شبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآنِ شریف کو مانتا ہے۔‘‘ (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 27-28 حاشیہ)

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مقدّسہ ایسے صاف تھے کہ خود اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں نبی اسرائیلی کا دوبارہ دنیا میں آنا مراد نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآنِ شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41) سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے۔ اس سے تو تمام تار و پودِ اسلام درہم برہم ہو جاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ ’’حضرت عیسیٰ نبوت سے معطل ہو کر آئے گا‘‘، نہایت بے حیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہو سکتے ہیں؟ پھر کونسا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آتے؟ غرض قرآنِ شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا۔ اور اس بات کو زیادہ واضح کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہو گا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث ’’اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ‘‘ اور صحیح مسلم کی حدیث ’’فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ‘‘ جو عین مقامِ ذکر مسیح موعود میں ہے، صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہو گا۔‘‘ (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 218 تا 217 حاشیہ)

پھر اس بات کا اظہار فرماتے ہوئے کہ ہر ایک فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر موقوف ہے، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اسکے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحبِ شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کیلئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔‘‘ (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 213)

وہ وحی جو اتّباع کا نتیجہ ہے، کبھی منقطع نہیں ہو گی مگر شریعت والی نبوت یا نبوّت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور اُن کی اُمّت خالی اور تہ دست ہے۔ صرف قصّے اُن لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملینِ اُمّت جو شرفِ اِتّباع سے مشرف ہیں، ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کیلئے یہی بندۂ حضرتِ عزّت موجود ہے۔‘‘ (چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 351)

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی طرف اشارہ فرما رہے ہیں) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ روحانی کی کشش بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ’’انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حُسن ہیں۔ ایک حُسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع اُن کے متعلق فوت نہ ہو......

دوسرا حُسن انسان کی پیدائش میں حُسن بشرہ ہے۔ ......لیکن یہ حُسن جو روحانی حُسن ہے، جس کو حُسنِ معاملہ کے ساتھ موسوم کر سکتے ہیں، یہ وہ حُسن ہے جو اپنی قومی کششوں کے ساتھ حُسن بشرہ سے بہت بڑھ کر ہے (یعنی کہ ظاہری حُسن سے چہرے مہرے کے حُسن سے بہت بڑھ کر ہے) کیونکہ حُسنِ بشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہو گا جو جلد زوال پذیر ہو جائے گا اور اس کی کشش نہایت کمزور ہو گی‘‘ (عارضی حسن جو انسان کا ہوتا ہے وہ تو ایک وقت میں آ کے ختم ہو جاتا ہے) ’’لیکن وہ روحانی حُسن جس کو حُسنِ معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے، وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اُس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اور قبولیتِ دعا کی بھی درحقیقت فلاسفی یہی ہے کہ جب ایسا روحانی حسن والا انسان جس میں محبتِ الٰہیہ کی روح داخل ہو جاتی ہے، جب کسی غیر ممکن اور نہایت مشکل امر کیلئے دعا کرتا ہے اور اُس دعا پر پورا پورا زور دیتا ہے تو چونکہ وہ اپنی ذات میں حُسنِ روحانی رکھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے امر اور اذن سے اس عالم کا ذرہ ذرہ اُس کی طرف کھنچا جاتا ہے...... تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرّہ کو طبعاً ایسے شخص کے ساتھ ایک عشق ہوتا ہے اور اُس کی دعائیں اُن تمام ذرّات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن رُبا لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔‘‘ (جیسا کہ مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے) ’’پس غیر معمولی باتیں جن کا ذکر کسی علم طبعی اور فلسفہ میں نہیں اس کشش کے باعث ظاہر ہو جاتی ہیں اور وہ کشش طبعی ہوتی ہے۔ جب سے کہ صانع مطلق نے‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ نے) ’’عالمِ اجسام کو ذرّات سے ترکیب دی ہے، ہر ایک ذرّے میں وہ کشش رکھی ہے اور ہر ایک ذرّہ روحانی حُسن کا عاشقِ صادق ہے۔ اور ایسا ہی ہر ایک سعید روح بھی، کیونکہ وہ حُسن تجلّی گاہِ حق ہے۔‘‘ (ایسا روحانی حُسن جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کو دکھانے والا ہے) ’’وہی حُسن تھا جس کیلئے فرمایا گیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (البقرۃ:35) اور اب بھی بہتیرے ابلیس ہیں جو اس حسن کو شناخت نہیں کرتے۔ مگر وہ حُسن بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’نوح میں وہی حُسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزّت جلّ شانہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰ بھی وہی حُسن روحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اُٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سیدّ الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیّدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حُسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیتِ کریمہ کافی ہے۔ دَنٰى فَتَدَلّٰى۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (النجم:9-10) یعنی وہ نبیؐ جنابِ الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقّوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے، ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حُسنِ روحانی ظاہر کیا اور دونوں قوسوں میں وَتر کی طرح ہو گیا۔‘‘ (یعنی کہ بندے اور خدا کے درمیان ایک وتر کی طرح ہو گیا، ایک لکیر ہو گئی) ’’یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو......‘‘ فرمایا: ’’اس حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (الاعراف:199) یعنی تیری طرف وہ دیکھتے ہیں مگر تُو اُنہیں دکھائی نہیں دیتا۔ آخر وہ سب اندھے ہلاک ہو گئے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 221 تا 218)

آپؐ اللہ تعالیٰ کے انوار قبول کرنے کا کامل نمونہ تھے جس تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکّل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و اَرفع و اَجلی و اَصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے اُن کو عطر کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اَقویٰ و اکمل و اَرفع و اَتمّ ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کیلئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآنِ شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَعْلِنُوا النِّكَاحَ (اربعین اطفال)

(نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اُس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہانِ عقلی پیش نہیں کرسکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔'' (یعنی قرآنِ کریم)'' وہ بلا شبہ صفات کمالیّہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے۔''

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 71-72)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیحد فیضانات اور احسانات کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا......جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اُس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے، ہمارے پر محض اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں، ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اس نبیؐ کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے......خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کرسکتے ہو۔'' (چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 354-355)

لیکن امت کا ایک بڑا حصہ اس وقت کر کیا رہا ہے۔ ان سے دور ہٹتا چلا جا رہا ہے اور اسی لئے غیروں کو موقع مل رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام اور قرآن پر حملے کریں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے وہ روشنی ملتی ہے جو اس سے پہلے ہزار برس کے مجاہدے سے نہیں مل سکتی تھی۔ فرمایا کہ ''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفی و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔ وہ کیسی کتابیں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم ان کے تابع ہوں، مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتی ہیں۔ کیا ان کو زندہ نبوت کہنا چاہئے جن کے سایہ سے ہم خود مُردہ ہو جاتے ہیں۔'' (یعنی پہلی جو شریعتیں ہیں)'' یقیناً سمجھو کہ یہ سب مُردے ہیں۔ کیا مُردہ کو مُردہ روشنی بخش سکتا ہے؟ یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بُت کی پرستش کرنا ہے......کوئی اس کو قبول کرے یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اس کی روشنی دنیا پر پڑتی ہے، تب دنیا کی تمام دیواریں چمک اُٹھتی ہیں مگر وہ جو تاریکی میں پڑے ہوں۔'' (سو اُن کو اثر نہیں ہوتا)'' سو آخری وصیّت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اُس کو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اُس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اُس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اُسکے ساتھ ہوں گی۔ **والسّلام علی من اتبع الھدیٰ۔**''

(سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12 صفحہ 83 تا 82)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان پر، آپ کے کام اور آپ کی مشکلات کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''ہر ایک زمانہ جو نوعِ انسان پر آیا، وہ اس بات کا مقتضی تھا'' (اس بات کا تقاضا کرتا تھا کہ)'' جو اسی زمانہ کے مطابق کتاب دی جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ قومی وحدت کا جب خدا نے ارادہ کیا تب ہر ایک قوم کیلئے جدا جدا رسول بھیجا۔'' (قوم کو اکٹھا کرنا تھا تو ہر ایک قوم کیلئے نبی آیا)'' اور یہ قومی وحدت اقوامی وحدت سے مقدم تھی'' (اُس زمانے میں)'' اور حکمتِ ربّانی اس امر کی مقتضی تھی کہ اوّل ہر ایک ملک میں قومی وحدت قائم کرے اور جب قومی وحدت کا دور ختم ہو چکا، تب اقوامی وحدت کا زمانہ شروع ہو گیا'' (جب قومی وحدت کا وہ دور ختم ہو گیا، انسانوں کو کچھ نہ کچھ اللہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا آ گیا، ایک اکائی قائم کرنا آ گئی۔ تب بین الاقوامی وحدت کا زمانہ شروع ہوا)'' اور وہی زمانہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا تھا'' (کیونکہ آپ نے تمام دنیا کے انسانوں کو پھر جوڑنا تھا)'' اور یاد رہے کہ کسی رسول اور کسی کتاب کی اسی قدر عظمت سمجھی جاتی ہے جس قدر اُن کو اصلاح کا کام پیش آتا ہے اور جس قدر اس اصلاح کے وقت مشکلات کا سامنا پڑتا ہے۔'' (یعنی جو رسول پہلے گزرے ہیں، اُن کی عظمت اتنی سمجھی جاتی ہے جتنا اُن کے سامنے اُن کا اصلاح کا کام ہو، کیونکہ اُتنی ہی حد تک اُن کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے جن کا انہوں نے حل کرنا ہوتا ہے) فرمایا کہ ''سو یہ بات ظاہر ہے کہ ابتدائے زمانہ میں جو کتاب نازل ہوئی ہوگی، وہ کسی طرح کامل مکمل نہیں ہوسکتی'' (کیونکہ کام بھی آسان تھا اور محدود تھا) فرمایا'' کیونکہ ابتدائے زمانہ میں ان مشکلات کا وہم وگمان بھی نہیں آ سکتا تھا جو بعد میں پیدا ہوئیں۔ ایسا ہی قومی وحدت کے زمانہ میں اُس وقت کے نبیوں اور رسولوں کو وہ مشکلات ہرگز پیش نہیں آ سکتی تھیں جو اقوامی وحدت کے زمانہ میں اُس نبی کو پیش آئیں جس کو یہ حکم ہوا کہ جو تمام قوموں کو ایک وحدت پر قائم کرو۔'' (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 147 تا 146)

یعنی یہ مشکلات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئیں جب آپ کو ساری دنیا کو اکٹھا کرنے کا حکم ہوا۔ یعنی جتنا مشکل وسیع کام ہے، اتنی ہی مشکلات ہیں۔ اور یہی ایک حقیقی مسلمان کا بھی آج فرض ہے کہ اس پیغام کو لے کر دنیا میں پھیلائے۔

اپنی عربی تحریر 'البلاغ' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احسانات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، جس کا عربی سے ترجمہ یہ ہے کہ اُس نے ہمارے لئے ایک ایسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جو کریم ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک ایسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جو کریم ہے) تمام امورِ خیر میں صاحبِ کمال ہے۔ کمالات کے تمام انواع میں ہر رنگ میں سبقت لے جانے والا ہے۔ تمام رسولوں اور نبیوں کا خاتم ہے۔ ام القریٰ میں آنے والا موعود نبی جو سچ مچ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ اُس کے فیضیابوں کی زبانیں ہر وقت اُس کی ستایش سے تر رہتی ہیں۔ اور وہ اس روح سے بھی کامل ستایش کا مستحق ہے کہ اُس نے اُمّت کی خاطر انتہائی مشقت و محنت اپنے اوپر لی اور دین کی عمارت کو بلند کیا۔ اور اس لئے بھی کہ وہ ہمارے لئے ایک روشن اور تاباں کتاب لایا۔ اور اس لئے بھی کہ اُسے اپنے خداوند ربّ العالمین کے پیغاموں کے پہنچانے میں ہمارے لئے طرح طرح کی ایذاؤں کا نشانہ بننا پڑا۔ پھر اس لئے بھی کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں ناتمام اور ناقص رہا تھا اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل کیا اور ہمیں افراط اور تفریط سے اور دیگر تمام عیوب و نقائص سے پاک شریعت عطا کی اور اخلاق کو کمال تک پہنچایا اور جو جو کچھ ناقص تھا اُسے کامل کیا۔ اور تمام اقوامِ عالم کو اپنا ممنونِ احسان کیا اور چوٹی کے فصیح و بلیغ بیانوں اور نہایت روشن وحی کے ذریعہ سے رُشد کی راہیں بتائیں اور مخلوق کو گمراہی سے بچایا اور اپنے نمونہ کے ذریعہ سے کنارہ کش بنایا اور بہائم واَنعام کو گویا کر دیا۔'' (یعنی جو انسان جانور کی طرح تھے اُن کو بھی زبانیں عطا کر دیں)'' اور اُن میں ہدایت کی روح پھونک دی اور تمام مرسَلین کے وارث بنا دیا اور اُنہیں ایسا پاک وصاف کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کیلئے انہوں نے پانی کی طرح اپنے خون بہا دیئے اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو بکلّی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور پھر دوسری طرف آپ نے اچھوتے اور مخفی در مخفی لطائف و معارف اور نادر نکات کی تعلیم دے کر ہمارے جیسے آپ کے دستر خوان کا پس خوردہ کھانے والوں کو حقیقی فضیلت کے مقام پر پہنچا دیا۔ اور آپ کی رہنمائی کے طفیل حق تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور ہم فلک بریں پر جا پہنچے۔ بعد اسکے کہ ہم زمین میں دھنس چکے تھے۔ (یعنی اس رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زمین سے اُٹھا کے آسمان پر پہنچا دیا)'' پس اے اللہ! روزِ جزا تک اور ابد الآباد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیج۔ نیز آپ کی آل پاک طاہرین، طیبین اور آپ کے صحابہ کرام پر جو آپ کے ناصر بھی بنے اور منصور بھی۔ جو اللہ تعالیٰ کی چنیدہ اور برگزیدہ جماعت ہے۔ جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنی عزتوں اور آبروؤں اور اپنے اموال و اولاد پر اللہ تعالیٰ کو مقدم کیا۔ **رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن۔**'' (البلاغ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 434 تا 433)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اخروی کا ثبوت کیا ہے؟ فرمایا: ''ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آخرت کا شفیع وہ ثابت ہوسکتا ہے جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو۔ سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیع ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بارہا اُس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا۔ اُس کی توریت گواہ ہے۔ اسی طرح جب ہم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کا شفیع ہونا اَجلی بدیہات معلوم ہوتا ہے۔'' (بہت روشن تر اور واضح تر معلوم ہوتا ہے)'' کیونکہ آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ آپ نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بت پرستی اور شرک میں نشوونما پایا تھا، ایسے موحّد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانے میں نہیں ملتی۔ اور پھر آپ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ کا سچا الہام پاتے ہیں۔ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔'' (عصمت انبیاء علیہما السلام، روحانی خزائن، جلد 18 صفحہ 699 تا 700)

لیکن کیسی بدقسمتی ہے کہ دوسرے مسلمان سمجھتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے اسکے دروازے بند کر دیئے ہیں اور

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ (تذکرہ، صفحہ 401)

یعنی تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا

(الہام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

اس طرح شفاعت کے دروازے کو بند کر رہے ہیں۔

پھر آنحضرت ﷺ کے معجزات کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ہمارے نبی ﷺ کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے۔ اور ایسے معجزات شمار کے رُو سے قریب تین ہزار کے ہیں اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی اُمّت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گزری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔‘‘

یہ غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو صرف تین ہزار کہتے ہیں اور اپنے معجزات کو لاکھوں میں بیان کرتے ہیں۔ جبکہ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ آج تک جو معجزات ہو رہے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہو رہے ہیں جن کی تعداد لاکھوں تک بلکہ شاید کروڑوں تک پہنچ گئی ہو۔ اور جماعت احمدیہ ہر روز اس کا مشاہدہ کرتی ہے۔

فرمایا: ’’اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گزری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانے میں اس عاجز کے ذریعہ سے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، آپ کے ذریعے سے) ’’خدا تعالیٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔ ہم یقینا جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے پیارا جنابِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمّتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گزشتہ قصے اور کہانیاں اُن کے پاس ہیں۔ مگر یہ اُمّت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہٰذا اِس اُمّت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اُس کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہٰذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہیں دیکھا۔ اگر قرآنِ شریف گواہی نہ دیتا تو ہمارے لئے اور ہر ایک محقق کیلئے ممکن نہ تھا کہ اُن کو سچا نبی سمجھتا۔ کیونکہ جب کسی مذہب میں صرف قصے اور کہانیاں رہ جاتی ہیں تو اُس مذہب کے بانی یا مقتدا کی سچائی صرف اُن قصّوں پر نظر کر کے تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ صدہا برس کے گزشتہ قصے کذب کا بھی احتمال رکھتے ہیں۔ بلکہ زیادہ تر احتمال یہی ہوتا ہے کیونکہ دنیا میں جھوٹ زیادہ ہے۔ پھر کیونکر دلی یقین سے اُن قصوں کو واقعاتِ صحیحہ مان لیا جائے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود اُن نشانوں کو پا لیتے ہیں۔ لہٰذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ بتازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے۔ اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اُس کمال سے مراتبِ عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے، بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔‘‘ (بندوں کو خدا بنایا گیا، کئی لوگوں کو کراماتی جانا جاتا ہے) ’’مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو‘‘ کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ (نعرے) ’’سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘‘ (یہاں آپ کو نعرہ لگانا چاہئے تھا) ’’خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کیلئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔‘‘ (نعرے) ’’دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے۔ گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندہ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما است وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 154 تا 157 حاشیہ)

یعنی محمدؐ ہر دو جہان کے امام اور نور ہیں۔ محمدؐ زمین و زمان کو روشن کرنے والے ہیں۔ خدا کے خوف کی وجہ سے اُس کو خدا تو نہیں کہتا۔ مگر اُس کا وجود دنیا کیلئے خدا نما ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل ہمدردی اور دنیا کو روشن کرنے کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’دنیا میں ایک رسولؐ آیا تا کہ اُن بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرہ ہے؟ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اُس رسولؐ کو کہ جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان۔ یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر با اخلاق انسان سے با خدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسولؐ، ہاں وہی آفتابِ صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مردے شرک اور دہریت کے فسق اور فجور کے جی اُٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا...... جس نے مکہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اُس کی پہلی دنیا کیا تھی؟ اور پھر اُس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابِ عالیؐ سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے۔ اور اُس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال وقدّوس کی جگہ پر بٹھایا تھا۔ اور یہ ایک سچّا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا؟ وہ یہی تھا کہ آپ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پا کر اس تاریکی کو مٹانے کیلئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اُس رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اُس کے اُن کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔‘‘ آپ فرماتے ہیں: ’’اندھے مخلوق پرستوں نے اُس بزرگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مُردہ پرستی روز بروز کم ہو گی۔ یہانتک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو ردّ کر دے گا؟ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو اور اے سوچنے والو سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نُور ہے چمکے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 305 تا 307 مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اسکے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اسکے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کیلئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:6-7) موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، ابن مریم سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 13 تا 14)

پس یہ چند نمونے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ارشادات کے دکھائے ہیں جن سے ہمیں پہلے سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے مقام، آپ ﷺ کے حسن و احسان اور آپؐ کے جاری فیضان کا علم و عرفان حاصل ہوتا ہے۔ پس کیا ہے کوئی اَور جو اس گہرائی اور دلیری سے دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو ظاہر کرنے والا ہو۔ یقینا نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔ اس زمانے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے اور آنحضرت ﷺ کے مقام کو دنیا میں دلوں میں بٹھانے کیلئے جس جری اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ آپ علیہ السلام ہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ پر اعتراض کرنے والوں، اسلام پر حملہ کرنے والوں کے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ دشمن دفاع پر مجبور ہو گیا۔

پس ناموسِ رسالت یہ نہیں کہ گھر بیٹھے باتوں کے تیر چلائے جائیں۔ ناموسِ رسالت کے نام پر کمزوروں اور کلمہ گوؤں کو بہیمانہ طور پر ظلم کا نشانہ بنایا جائے بلکہ اسلام کی اصل خدمت اور غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کونے کونے میں

ارشاد نبوی ﷺ

اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡ خُلَفَائِیۡ الَّذِیۡنَ یَاۡتُوۡنَ مِنۡ بَعۡدِیۡ الَّذِیۡنَ یَرۡوُوۡنَ اَحَادِیۡثِیۡ وَسُنَّتِیۡ وَیُعَلِّمُوۡنَھَا النَّاسَ

اے اللہ میرے ان خلفاء (جانشینوں) پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے، میری احادیث اور سنّت بیان کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔ (جامع الصغیر از سیوطی، جزو اول، صفحہ 60، مطبوعہ بیروت)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنَا مِنۡ عِبَادِكَ الۡمُنۡتَخَبِیۡنَ الۡغُرِّ الۡمُحَجَّلِیۡنَ الۡوَفۡدِ الۡمُتَقَبَّلِیۡنَ۔

اے اللہ ہمیں اپنے چنیدہ بندوں میں شامل کر لے، جن کی پیشانیاں روشن اور چمک دار ہوں، ایسے وفد میں شامل ہوں جس کی مقبولیت ہو۔ (مسند احمد، جلد 3، صفحہ 431، مطبوعہ بیروت)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

پہنچا دیا جائے۔ لوگوں کے ذہنوں میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کیا جائے۔ پس اس کام کو دنوں کو خاص کر کے سال میں محدود کر کے کبھی نہیں کیا جاسکتا۔ حُبّ پیمبری کا دعویٰ ہے تو ہر دن اور ہر لمحے کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے صَرف کرنا ہوگا اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی میں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کے ہر فرد کے سپرد کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر احمدی اس فریضہ کو انجام دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ یورپ، ایشیا، افریقہ، امریکہ یا آسٹریلیا کے براعظموں کے شہروں اور قصبوں کی گلیاں ہوں یا کونسل ہال ہوں یا سکول ہوں یا یورپ اور امریکہ کے ایوان، غریب ہوں یا امیر، ہر طبقہ اور ہر جگہ احمدی ہی ہیں جو غیروں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اسلام پر حملے کے ایسے جواب دیتے ہیں کہ اکثر ہر شریف الطبع یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر یہ اسلام ہے اور یہ سیرت خاتم الانبیاء ہے تو ہم غلطی پر تھے اور آج اس تعلیم اور سیرت کے واقعات سننے کے بعد ہمارے شکوک وشبہات دور ہو گئے ہیں اور ہر دورے پر مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ اسی طرح لوگوں کے اظہار ہوتے ہیں۔ پس آج بھی اگر کسی نے اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکے جانے والے تیروں کو روکنے کیلئے طلحہ کا ہاتھ دیکھنا ہے تو وہ اس جری اللہ کے ماننے والوں میں ہی نظر آئے گا۔ آج بھی اگر اسلام کے دفاع میں اپنے جسم کے انچ انچ پر زخم کھانے والے خالد بن ولید دیکھنے ہیں تو وہ جماعت احمدیہ میں ہی نظر آئیں گے۔ آج بھی اسلام کی سربلندی کیلئے اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے مقصد کو پورا کرنے کیلئے ایک کے بعد دوسرا شہید ہوتا دیکھنا ہے تو وہ جماعت احمدیہ میں نظر آئے گا۔

ان مخالفینِ مسیح الزمان کو ان باتوں کا کیا ادراک ہوسکتا ہے کہ ناموسِ رسالت کیا ہے اور اسلام کی خاطر قربانیوں کے اسلوب کیا ہیں؟ یہ سیکھنے کیلئے تو اس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق سے جڑنا ہو گا۔ پس اے مسیح محمدی کے ماننے والو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کی لَو کو 2012ء کی اس آخری رات میں بھی روشن کر دو اور پھر اس کو کسی سال تک محدود نہیں رکھنا بلکہ ہر سال اور ہر دن اُس وقت تک اُسے روشن رکھنا ہے جبتک کہ یا زندگی ختم ہو جائے یا تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ جائے۔

پس آج اس سال کے آخری دن میں ہر احمدی یہ عہد کرے اور ہر سال کے نئے چڑھنے والے دن میں یہ عہد ہر احمدی کرے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے ہم ہر قسم کی قربانی دیتے چلے جائیں گے۔ یاد رکھیں ہماری فتوحات کیلئے دعاؤں کی شرط خدا تعالیٰ نے رکھی ہوئی ہے۔ پس دنیا میں بسنے والا ہر احمدی اس سال کو الوداع اور نئے سال کا استقبال ان دعاؤں کے ساتھ کرے۔ اے مسیح الزمان کی بستی میں آج جلسہ میں آئے ہوئے احمدیو! اس بستی کی اس رات کو بھی اپنی دعاؤں سے اس طرح جگا دو کہ تمہاری دعائیں عرش کے پائے ہلا دیں۔ اے پاکستان سے آئے ہوئے مظلوم احمدیو! تمہاری دعائیں تو ایک انقلاب کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔ بلکہ انقلاب لاسکتی ہیں۔ پس آج اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پگھلا کر پیش کر دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ (نعرے)

خدا کرے کہ ہم جلد تر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا پر لہراتا ہوا دیکھیں۔ دنیا کے کسی کونے میں کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان کھول سکے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اعلیٰ اظہار آپ پر درود بھیجنے میں ہے۔ پس درود کو اپنی دعاؤں کا اہم ترین حصہ بنالیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ اُن کو جنابِ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضورِ تام سے اپنے رسولِ مقبول کیلئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتداءِ زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فردِ بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔‘‘ (یعنی سب سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو)’’یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہوسکتا ہے اور اس کو مستقل مزاجی سے قائم رکھنا کہ جو کچھ محبانِ صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اُٹھاتے رہے ہیں، یا آئندہ اُٹھاسکیں، یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کرسکتی ہے، وہ سب کچھ اُٹھانے کیلئے دلی صدق سے حاضر ہو۔‘‘ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب قربان ہونے کیلئے تیار ہوں۔ اور اس سوچ کے ساتھ درود پڑھا جائے) فرمایا’’ اور کوئی ایسی مصیبت، عقل یا قوتِ واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اُٹھانے سے دل رُک جائے۔ اور کوئی ایسا حکم پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو۔ اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اُس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو......‘‘ فرمایا: ’’پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا کہ وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلا شبہ اُس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔ اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو۔ اور یہاں تک یہ توجہ رَگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے۔‘‘ (مکتوبات جلد اول صفحہ 523 تا 522)

اتنا شدید اثر ہو کہ سوتے جاگتے ہر وقت درود زبان پر ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھر دے اور ہم جلد سے جلد اسلام کو دنیا میں کامیاب ہوتا دیکھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا پر لہراتا ہوا دیکھیں۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7 رجون 2013)

......☆......☆......☆......

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم منظور احمد صاحب آف بلاری ضلع بانکا صوبہ بہار کا ذکر خیر

(مسعود احمد، سابق امیر ضلع رانچی، صوبہ جھارکھنڈ)

افسوس! میرے والد مکرم منظور احمد صاحب آف جماعت احمدیہ بلاری ضلع بانکا صوبہ بہار مورخہ 25 ر اگست 2020 بروز منگل صبح 6 بجکر 40 منٹ پر 97 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر 1948 میں جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا الحمدللہ۔ مرحوم تاعمر جماعت سے پوری استقامت کے ساتھ وابستہ رہے۔ جب تک صحت نے ساتھ دیا باقاعدگی سے ہر سال والدہ صاحبہ اور بچوں کے ہمراہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرتے رہے۔ اپنی اولاد کو بھی جماعت اور خلافت سے وابستگی کی تعلیم دیتے رہے۔ کافی لمبے عرصے تک جماعت کے صدر رہے۔ آپ نہایت ہی صاف گو، انصاف پسند، مہمان نواز اور تقویٰ شعار تھے۔ غریبوں اور رشتہ داروں سے ہمدردی اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ جماعت کے نمائندگان کا بے حد عزت اور احترام کرتے تھے۔ نوجوانی میں اپنی پنچایت کے مکھیا بھی بنے۔ ان کی ایمان داری اور انصاف پسندی کی وجہ سے گاؤں کے سارے لوگ کیا ہندو اور کیا مسلمان ان کو آخر تک اپنا مکھیا مانتے رہے۔ جماعتی قبرستان اور مسجد کیلئے اپنی زمین دینے کے علاوہ مسجد کی تعمیر بھی انہوں نے اپنے ذاتی خرچ پر کروائی۔ گاؤں میں اپنی زمین دے کر اس پر مڈل اسکول تعمیر کروایا۔ پسماندگان میں بیمار اہلیہ کے علاوہ پانچ لڑکیاں اور پانچ لڑکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور والدہ محترمہ کو شفائے کاملہ عطا فرمائے، نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔ ☆☆

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی تبلیغی مساعی

مورخہ 30 راگست 2020 بروز اتوار احمدیہ مسجد جوبلی ہال میں چند پولیس افسران تشریف لائے جن کے ساتھ ایک گھنٹے سے زائد تبلیغی گفتگو ہوئی اور انہیں قرآن مجید، لائف آف محمد، بعض جماعتی کتب اور لیف لیٹس کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اسی روز مورخہ 30 راگست احمدیہ مسجد سعید آباد میں ایک بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ افتتاحی پروگرام میں معززین کو جماعت کا تعارف کرایا گیا۔ اور انہیں قرآن مجید، لائف آف محمد، بعض جماعتی کتب اور لیف لیٹس کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے آمین۔

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج جماعت احمدیہ حیدرآباد)

اعلان نکاح

مکرم شیخ مستان صاحب کے بیٹے عزیز شیخ اکبر صاحب جماعت احمدیہ لیلہ گوڑم ضلع ویسٹ گوداوری (صوبہ آندھرا پردیش) کا نکاح عزیزہ پٹھان مستان بی صاحبہ بنت مکرم پٹھان پینٹو صاحب ساکن لیلہ گوڑم سے مورخہ 31 راگست 2020 کو مکرم شیخ منور احمد مستان صاحب معلم سلسلہ نے مبلغ -/5,000 روپے حق مہر پر پڑھایا۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد جاوید احمد، انسپکٹر ہفت روزہ اخبار بدر)

درخواست دعا

مکرم راجہ امتیاز احمد خان صاحب جماعت احمدیہ اِرم لین سری نگر (صوبہ جموں کشمیر) اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت وسلامتی درازی عمر، نیک مقاصد میں کامیابی نیز اپنے بچوں کے اچھے رشتے ملنے کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (راجہ جمیل احمد، انسپکٹر ہفت روزہ اخبار بدر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کرسکتی ہے اور مُردہ کو زندہ کرسکتی ہے، اس میں بڑی تاثیریں ہیں‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 100)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

آج انصار اللہ کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں

اپنے لئے، اپنی اولادوں کیلئے، اپنے معاشرہ کیلئے، دکھی انسانیت کیلئے، غلبہ اسلام کیلئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں

قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ بھی کریں

نیشنل عاملہ سے لے کر نچلی سطح تک عاملہ کے تمام عہدیداران کو وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے کی تاکیدی نصیحت

(خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یو۔کے، مؤرخہ 26 ستمبر 2004ء بمقام بیت الفتوح مورڈن)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

الحمدللہ کہ آج آپ کو اپنا بائیسواں سالانہ اجتماع بخیروخوبی اختتام تک پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ حاضری بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ بہتر ہے اور دوسرے پروگرام بھی، تربیتی پروگرام بھی شامل کئے گئے۔ ذکرِ حبیب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر تقاریر بھی ہوئیں۔ بہرحال وہ آپ لوگوں کے علم میں اضافے اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنی ہونگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہر کوئی ان باتوں کو جو سنی گئی ہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرے۔

اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے، جہاں ہر قسم کی آزادی ہے، انصار اللہ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں آپ کو اپنے بچوں کی طرف، اپنے گھروں کی طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے، بیوی کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ بیوی سے اگر حسنِ سلوک ہوگا تو وہ یکسوئی سے آپ کے بچوں کی صحیح تربیت کی طرف توجہ کرے گی۔ ورنہ تو وہ بچوں کی تربیت کی بجائے گھر میں ہر وقت ان بچوں کے سامنے ایسے خاوند، ایسے باپ جو صحیح طرح اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ نہیں دیتے، ان کے رویّوں کا ذکر ہی ہوتا رہے گا، ان کی شکائتیں ہی ہوتی رہیں گی۔ بچے اور ماں ایک دوسرے سے اپنے باپوں کے بارے میں رونے ہی روتے رہیں گے۔ اور پھر ایسی صورت کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپکے بچے آپ سے پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے۔ چالیس سال کی عمر کے انصار جو ہیں ان کے بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں، اس سے بڑی عمر کے انصار ہیں ان کے بچوں کی نوجوانی میں شادیاں ہوگئیں، ان کے آگے بچے ہیں، تو ہر عمر کے انصار کے گھر کا جو ماحول ہے، اس میں اگر اس کا روّیہ اپنے گھر والوں سے ٹھیک نہیں تو وہ بعض دفعہ ٹھوکر کا باعث بن سکتا ہے۔ اور پھر آپ سے جب پرے ہٹیں گے تو پھر دین سے بھی پرے ہٹتے چلے جائیں گے۔

اگر بچوں میں یہ احساس پیدا ہوگیا کہ ہمارا باپ یا ہمارا دادا یا ہمارا نانا دین کے بڑے خدمت گاروں میں شمار ہوتا ہے لیکن گھر کے اندر وہ اعلیٰ اخلاق جو ایک دیندار کے اندر ہونے چاہیں انکا اظہار نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جو نظارے ان بزرگوں میں نظر آنے چاہئیں وہ نظر نہیں آتے، تلاوتِ قرآن کریم کی طرف توجہ جس طرح ہونی چاہئے وہ توجہ نہیں ہوتی۔ پھر بچے یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہماری ماں کے ساتھ جو حسنِ سلوک اس گھر میں ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا تو باہر جا کر جس دین کی خدمت کا ایسا شخص نعرہ لگاتا ہے بچے کے ذہن میں یہی رہے گا کہ وہ سب ڈھکوسلا ہے۔ تو پھر جیسا کہ میں نے کہا ایسے بچے دین سے بھی دُور ہو جاتے ہیں اور معاشرے میں اس ماحول میں شیطان تو پہلے ہی اس تاک میں بیٹھا ہوا ہے کہ کب کوئی ایسی ذہنی کیفیت والا نظر آئے اور کب میں اس کو اپنے جال میں پھنساؤں۔ پھر ایسے بگڑتے ہوئے بچے جب شیطان اپنے جالوں میں ان کو پھنسا لیتا ہے تو بعض اوقات خدا کی ذات کے بھی انکاری ہو جاتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پہ بھی یقین نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے خدا کے نام پر اپنے باپوں کو اپنے بزرگوں کو دوہرے معیار قائم کرتے دیکھا ہوتا ہے، دوعملی کرتے ہوئے دیکھا ہوتا ہے۔ جب ان کے بچوں کے ذہن میں شیطان یہ بات ڈال دے کہ اگر خدا ہوتا تو تمہارا باپ جو یہ دوعملیاں کر رہا ہے اس کو پکڑ نہ لیتا۔ تو دیکھیں اس کے بڑے بھیانک نتائج سامنے آسکتے ہیں اگر انسان سوچے تو خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے ہر احمدی کو اور خاص طور پر انصار اللہ کو جو عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں اب صحت مزید کمزور ہونی ہے، قویٰ جو ہیں مزید کمزور ہونے ہیں اور کچھ ایسی عمر کو بھی ہیں، پتہ تو نہ جوان کا ہے نہ بچے کا، لیکن کسی وقت بھی خدا کی طرف سے بلاوا آسکتا ہے۔ تو اگر ہم نے اب بھی اپنے رویّوں کو بدلنے کی کوشش نہ کی، اگر اب بھی ہم نے اپنے گھر کے رَاعِی بننے کا حق ادا نہ کیا، اگر اب بھی ہم نے ان کی نگرانی اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جب حاضر ہوں گے تو خدا تعالیٰ پوچھے گا نہیں کہ تم نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ، ہم اللہ کے انصار ہیں۔ کیا اللہ کے انصار ایسے ہوتے ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے کاموں میں مددگار بننے کی بجائے اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالیٰ سے دور ہٹانے والے بن رہے ہو۔ جب تمہارے اپنے گھروں میں تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں بلکہ تمہارے نمونہ کی وجہ سے تمہاری اولادوں میں نمازوں کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں دین کی غیرت نہیں ابھری، ایسی غیرت کہ وہ نوجوانی میں بھی اپنی ذاتی اناؤں اور ذاتی خواہشات کو قربان کرنے والے ہوں۔ اگر تمہاری بیوی، تمہاری بہو، تمہارے حسن سلوک اور عبادت گزاری کی گواہی نہیں دیتیں تو صرف مختلف مواقع پر یہ اعلان کر دینا کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اللہ کی مدد کیا ہے۔ آجکل یہ کیا طریقہ ہے جس سے ہم اللہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد گولے چلانا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد کیلئے توپوں اور بندوقوں سے جنگ کرنا ہے؟ نہیں، بلکہ آج انصار اللہ، اللہ کے مددگاروں کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ ان کے گھروں سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں، ان کے ماحول سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں تبھی وہ پورے معاشرے میں اللہ کی مدد سے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں پھیلا سکتے ہیں۔ اللہ کو تو کسی بندے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں کو دے رہا ہے کہ تم میری تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر اس دنیا میں زندگی گزارو گے اور تم میری تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤ گے تو اس طرح تم میرے دین کی مدد کر رہے ہو گے۔

اگر خاموشی سے بھی، زبان سے کچھ کہے بغیر بھی تمہارے عملی نمونہ سے کسی کی اصلاح ہوتی ہے اور اس وجہ سے دوسرے کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت بڑھ رہی ہے تو یہ ایسے لوگ ہیں جو خاموشی سے بھی، کچھ کہے بغیر بھی انصار اللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہونگے۔ اللہ تو تمہیں محض اور محض اپنے فضل سے اپنے مددگاروں میں شمار کر رہا ہوگا کہ تم اس کے حکموں پر عمل کرنے والے ہو اور اس وجہ سے بعض سعید روحیں راہِ راست پر آرہی ہیں، تمہارے نمونہ کو دیکھ کر سیدھے راستے پر آرہی ہیں، ورنہ اللہ کو ہماری مدد کی کیا پرواہ ہے اور کیا ضرورت ہے۔ اس کو تو کوڑی کی بھی ضرورت نہیں ہماری ان مددوں کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اس زمانے میں بھی ہمارے پاس بے شمار مثالیں ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے براہ راست خوابوں کے ذریعے سے لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ بعض ایسی ٹھوکریں انکی اصلاح کا باعث بن گئیں جن کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل ہوگئے۔ پھر اگر جماعت کی ضروریات کا دیکھا جائے تو ایسے ایسے رنگ میں مالی ضروریات بھی اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائیں جب بھی ضرورت ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اور خلفاء کے زمانے میں بھی۔ اور ایسے لوگ جو اس طرح احمدی ہوئے وہ اپنے ایمانوں میں اکثر اوقات ان سے زیادہ مضبوط ہیں جتنا کہ پیدائشی احمدی ہیں۔ یہ واقعات اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ اس لئے دکھاتا ہے تاکہ ہمیں بتا سکے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس مشن کو میں اپنے پیاروں کے ذریعے جاری کرتا ہوں اس کو پھیلانے کیلئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ تو میں اپنے بندوں پر خود بھی ظاہر کر سکتا ہوں۔ ان کو راہ راست پر لانے کے طریقے اور بھی ہیں۔ اور اسی لئے وقتاً فوقتاً نمونے دکھاتا بھی رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تاکہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ بندوں پر انحصار ہے اللہ تعالیٰ کے کاموں کا۔ تمہیں تو ثواب کا مستحق بنانے کیلئے، ان نیکیوں پر قائم رکھنے کیلئے، تمہیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کیلئے یہ موقع دیا ہے کہ اگر تم زمانے کے امام پر ایمان لائے ہو تو اس کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بنتے ہوئے اس کام میں میرے پیاروں کا ہاتھ بٹاؤ۔ جو تعلیم اس نے دی ہے اس پر عمل کرو اور اپنے نیک نمونے قائم کرو تاکہ تمہیں دنیا اور آخرت کے انعاموں کا وارث بنایا جائے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے جو وعدے اپنے پیاروں سے کیے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ان کو اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص نے میری مدد نہ کی تو غلبہ کس طرح ہوگا۔ یا اگر فلاں حکومت نے مخالفت کی تو میرے کام کیسے آگے بڑھیں گے، میری جماعت کس طرح پھیلے گی۔ اگر چند لوگ وعدہ کر کے بھول بھی

جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی مدد کیلئے اور لوگ لے آتا ہے اور جماعت پیدا کر دیتا ہے۔ ظالم حکومتوں سے بھی خود نپٹ لیتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدے کئے ہوئے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی اس قدرت کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے اور تقریباً ہر احمدی جسکا جماعت کے نظام سے پختہ تعلق ہے اس کو اس کا تجربہ ہے۔ بہت سارے مواقع پر یہ اظہار ہوتے رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے۔ وہ ضرور بضرور اپنے وعدوں کے مطابق مددگار بھیجتا رہے گا، دین کے خادم بھیجتا رہے گا، دین کی نصرت کرنے والے بھیجتا رہے گا۔ اور آج سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اس وعدہ کو پورا فرما رہا ہے اور آئندہ بھی فرمائے گا اور فرماتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ لیکن ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے اور اپنے عملوں کو درست کرتے ہوئے خدا سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ ہمارا بھی ان رِجال میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ قبول کرتے ہوئے مسیح موعود کے مددگاروں میں شامل کرے گا۔ ورنہ اگر ہمارے عمل اس قابل نہیں، ہماری عبادتیں سوز و گداز سے بھری ہوئی نہیں، ہم اللہ کی نظر میں مقبول نہیں تو لاکھ ہم نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہتے رہیں اسکا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور دوسرے لوگ آکر یہ مقام لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اس طرح قبول نہیں کرتا وہ تو یہی کہے گا کہ پہلے اپنی حالت درست کرو، اپنے اعمال درست کرو، انسانی حقوق ادا کرو، پھر میرے دین کے مددگار کہلا سکتے ہو۔

پس ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے۔ کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کیلئے اور قربانیاں ہیں کیا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ، توپ، گولہ نہیں ہے، کسی گولے کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے، کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے، تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے۔ صحابہ کرام، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تھے ان کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے۔ ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اکّا دکّا لے لیتا ہے۔ نمونے قائم رکھنے کیلئے اس طرح کرتا ہے۔ لیکن قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔

پس انصار اللہ کا فرض بنتا ہے اور میں بار بار کہتا ہوں کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں، اپنے لئے، اپنی اولادوں کیلئے، اپنے معاشرہ کیلئے، دکھی انسانیت کیلئے، غلبۂ اسلام کیلئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں۔ آخرت کی فکر اپنے دلوں میں پیدا کریں جب آخرت کی فکر زیادہ ہوگی تو معاشرہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ زیادہ ہوگی، قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس بارہ میں انصار اللہ نے پروگرام بھی بنا لیا ہے اور میرا خطبہ بھی سن لیا ہے۔ قربانی کرتے ہوئے ہر ایک کا حق ادا کریں، اس کا حق اس کو دینے کی کوشش کریں۔ دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی برائیوں کو دیکھیں تو پھر اصلاح بھی ہوگی اور اصلاح کی طرف توجہ بھی پیدا ہوگی۔ پھر مالی قربانیوں کی طرف توجہ کریں، اپنے عہدوں کو پورا کریں۔ آپ نے عہد کیا ہے کہ احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کیلئے قربانی کرتا رہوں گا۔ یہ جو ابھی عہد دہرایا ہے، پس اس بارہ میں سوچیں، غور کریں کہ کہاں تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہاں تک اپنے آپ کو اس کیلئے تیار کیا ہے۔

مَیں نے جلسہ کی تقریر کے دوران آخری دنوں میں انصار اللہ کے ذمّہ بھی یہ لگایا تھا کہ وہ نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دیں، اس بارے میں بھی کوشش کریں۔ ایک بہت بڑی تعداد ہے جو صفِ دوم کے انصار پر مشتمل ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کی تلقین بھی تبھی کامیاب ہوگی، تبھی کارآمد ہوگی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام میں بھی شامل ہوں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں شامل ہونے والوں کیلئے بہت دعائیں کی ہوئی ہیں۔ اور جس کو یہ دعائیں لگ جائیں اسکی دنیا بھی سنور جائے گی اور اسکی آخرت بھی سنور جائے گی۔ پس اس طرف بھی توجہ کریں اور سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لیکر نچلی سے نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اسکے لیول تک۔ ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہوگا۔

پس یہ طریق ہیں نصرت کے وعدے کو پورا کرنے کے، یہ طریق ہیں اپنے وعدے کو سچا کرنے کے اور یہ طریق ہیں اللہ تعالیٰ کی برکات اس کے نتیجے میں حاصل کرنے کے۔ اللہ تعالیٰ کے دین نے تو انشاء اللہ تعالیٰ غالب آنا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی الہاماً فرمایا تھا اور اتفاق یہ ہے کہ آج سے سو سال پہلے کا یہ الہام ہے۔ دو، تین اکتوبر کا کہ قَدْ جَآءَ الدِّیْنُ مِنَ النُّصْرَةِ ثُمَّ سَیَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَةِ (تذکرہ، صفحہ 560، مطبوعہ 1969ء، ربوہ) کہ دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اب بھی دوبارہ وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔ پس جہاں یہ الہام ہمیں یہ تسلی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں احمدیت کو بھی غلبہ عطا کروں گا اسی طرح جیسے پہلے اسلام کو غلبہ عطا ہوا تھا۔ کہیں کوئی کم عقل یہ نہ سمجھ لے کہ شائد میری کسی کوشش کی وجہ سے یا میرے کسی کام کی وجہ سے یا میرے کسی کارنامے کی وجہ سے، میری کسی قربانی کی وجہ سے غلبہ عطا ہو رہا ہے یا جماعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں اور بھی بہت سارے الہامات ہیں نصرت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ نے انصار بنا کر برکتیں سمیٹنے کا موقع دیا ہے۔ پس ان برکتوں کو اگر جاری رکھنا ہے، اپنی نسلوں کی اصلاح کی خواہش اگر آپ کو ہے اور تمنا ہے، تو عملی نمونے قائم کرنے ہونگے۔ گھروں میں بھی، ماحول میں بھی، معاشرہ میں بھی۔ عبادتوں کے بھی عملی نمونے، اعلیٰ اخلاق کے بھی عملی نمونے اور قربانی کے معیار کے بھی نمونے قائم کرنے ہوں گے۔

پس یہ اللہ تعالےٰ کا ہم پر احسان ہے، جیسا کہ میں نے کہا، کہ ہمیں انصار اللہ بنا کر اس ثواب کا مستحق بنا رہا ہے۔ ہمیں ان ترقیات میں ہماری حقیر سی کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے شامل فرما رہا ہے جو جماعت کیلئے اس نے مقدر کی ہوئی ہیں۔ جس کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب انصار کو حقیقی معنوں میں انصار اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ یہ غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ہمارے اعمال کی کمزوریاں کہیں ہمیں ان نظاروں کے دیکھنے سے، جس کے خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح سے وعدے کئے ہیں۔ محروم نہ کردیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’دنیا جائے گزشتنی و گزاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔‘‘

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ’’یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوششوں سے آتا ہے بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کیلئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقینا سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمتِ مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں، ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے......‘‘

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمتِ الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلۂ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے (یعنی دل میں اگر لاؤ گے) ہلاک ہو جاؤ گے۔‘‘

(تبلیغ رسالت، جلد دہم، صفحہ 54 تا 56)

اللہ کرے کہ ہم حقیقی معنوں میں انصار اللہ بھی ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں اور ان تمام دعاؤں کے وارث ہوں جو آپ نے اپنی جماعت کے نیک لوگوں کیلئے کی ہیں۔ اللہ توفیق دے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 31 دسمبر 2004)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
NEW Lords SHOE CO.
lordsshoe.co@gmail.com
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/82, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com
طالبِ دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24 جولائی 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی کیا خصوصیات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ نے رسول اللہؐ کے ساتھ غزوۂ بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین تیرانداز صحابہ میں سے تھے۔

سوال حضرت سعدؓ نے رسول اللہؐ کے ساتھ غزوات کے لیے نکلتے وقت اپنی اور صحابہ کی کیا حالت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریمؐ کے ساتھ جنگ کے لیے نکلتے تھے اور حالت یہ تھی کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی سوائے درختوں کے پتوں کے۔ ہم میں سے ہر ایک اس طرح مینگنیاں کرتا جیسے بکریاں مینگنیاں کرتی ہیں۔ ایک روایت میں آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ان ایام میں ہماری خوراک ببول کے درخت کی بیلیں ہوا کرتی تھیں۔

سوال حضور انور نے سریہ حضرت عبیدہ بن حارثؓ کی کیا روداد بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ربیع الاول دو ہجری میں آپؐ نے عُبَیْدَہ بِنْ حَارِثؓ کی امارت میں ساٹھ شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ روانہ کیا۔ جسکی غرض قریش مکہ کے حملوں کی پیش بندی تھی۔ جب یہ لوگ ثَنِیَّۃُ الْمَرَّۃ مقام کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ قریش کے 200 مسلح نوجوان عِکْرِمَہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ فریقین کا مقابلہ ہوا لیکن مشرکین کا گروہ یہ خوف کھا کر کہ مسلمانوں کے پیچھے کچھ کمک مخفی نہ ہو ان کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ گیا۔

سوال سن 2 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو کس مہم پر روانہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جمادی الاولیٰ 2 ہجری میں رسول اللہؐ نے حضرت سعدؓ کو آٹھ مہاجرین کے ایک دستہ پر امیر مقرر فرما کر قریش کی خبر رسانی کیلئے خَرَّارْ مقام کی طرف روانہ فرمایا مگر دشمن سے ان کا سامنا نہیں ہوا۔

سوال آنحضرتؐ نے سریہ عبداللہ بن جحشؓ کب اور کس لیے روانہ فرمایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سریہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ جمادی الآخر دو ہجری میں ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے یہ ارادہ فرمایا کہ قریش کی حرکات و سکنات کا زیادہ قریب سے ہو کر علم حاصل کیا جاوے تاکہ مدینہ ہر قسم کے اچانک حملوں سے محفوظ رہے۔ اس سریہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص شامل تھے۔

سوال آنحضرتؐ نے سریہ عبداللہ بن جحشؓ کو روانہ کرتے ہوئے کیا ہدایت دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے اس سریہ کو روانہ کرتے ہوئے اس کے امیر کے ہاتھ میں ایک سربمہر خط دیا اور فرمایا کہ اس خط میں تمہارے لیے ہدایات درج ہیں۔ جب تم مدینہ سے دو دن کا سفر طے کر لو تو پھر اس خط کو کھول کر اس کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا۔

سوال اس خط میں کیا ہدایت درج تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دو دن کی مسافت کے بعد آنحضرتؐ کے خط کو کھول کر دیکھا گیا تو اس میں یہ الفاظ درج تھے کہ تم مکہ اور طائف کے درمیان وادی نَخْلَہ میں جاؤ اور وہاں جا کر قریش کے حالات کا علم لو اور پھر ہمیں اطلاع کر دو۔ اس مشن کے معلوم ہونے کے بعد اگر تمہارا کوئی ساتھی اس پارٹی میں شامل رہنے سے متأمل ہو اور واپس آنا چاہے تو اسے واپس آنے کی اجازت دے دو۔ اس پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم بخوشی اس خدمت کے لیے حاضر ہیں۔

سوال راستے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عُتْبہ بن غَزْوَانؓ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: راستے میں سعد بن ابی وقاصؓ اور عُتْبہ بن غَزْوَانؓ کا اونٹ کہیں کھو گیا اور وہ اس کو تلاش کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے اور باوجود بہت تلاش کے انہیں اونٹ نہ مل سکا۔ اب یہ جو آٹھ آدمیوں کی پارٹی تھی یہ صرف چھ رہ گئے۔

سوال حضور انور نے مارگولیس کے اس اعتراض کا کیا جواب دیا کہ حضرت سعدؓ اور ان کے ساتھی نے جان بوجھ کر اپنا اونٹ چھوڑ دیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ان جاں نثارانِ اسلام پر، جن کی زندگی کا ایک ایک واقعہ ان کی شجاعت اور فدائیت پر شاہد ہے، اپنے من گھڑت خیالات کی بنا پر ایسا شبہ کرنا یہ مسٹر مارگولیس ہی کا حصہ ہے۔

سوال نخلہ پہنچ کر اس جماعت کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہاں پہنچے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اچانک وہاں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ آ پہنچا اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئیں اور حالات ایسے بن گئے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسلمانوں نے آخر اپنی مرضی کے خلاف یہی فیصلہ کیا کہ قافلے پر حملہ کر کے یا تو قافلے والوں کو قید کر لیا جاوے یا مار دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کا نام لے کر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں کفار کا ایک آدمی مارا گیا اور دو آدمی قید ہو گئے لیکن بدقسمتی سے چوتھا آدمی بھاگ کر نکل گیا۔

سوال غزوات میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بہادری کا کیا عالم ہوتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت سعدؓ کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ پیدل ہونے کے باوجود شہ سواروں کی طرح بہادری سے لڑ رہے تھے۔ غزوۂ احد کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اُن گنتی کے چند لوگوں میں سے تھے جو سخت افراتفری کی حالت میں رسول اللہؐ کے پاس ثابت قدم رہے تھے۔

سوال حضور انور نے حضرت سعدؓ کی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شدید محبت کا کیا ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ احد کے موقع پر حضرت سعد کے بھائی عتبہ نے رسول اللہؐ کے نیچے کے دو دندانِ مبارک شہید کر دیئے۔ حضرت سعد کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے قتل پر ایسا حریص ہو رہا تھا کہ شاید کبھی کسی اَور چیز کی مجھے ایسی حرص نہ لگی ہو۔ دو مرتبہ دشمن کی صفوں کا سینہ چیر کر اسکی تلاش میں نکلا کہ اس کے ٹکڑے اڑا کر اپنا سینہ ٹھنڈا کروں مگر وہ مجھے دیکھ کر ہمیشہ اس طرح کترا کر نکل جاتا تھا جس طرح لومڑی کترا جایا کرتی ہے۔ آخر جب میں نے تیسری مرتبہ اس طرح گھس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے بندۂ خدا! تیرا کیا جان دینے کا ارادہ ہے؟ چنانچہ میں حضورؐ کے روکنے سے اس ارادے سے باز رہا۔

سوال غزوۂ احد کے موقع پر حضرت سعدؓ کو کیا عظیم سعادت نصیب ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ احد کے موقع پر حضرت سعدؓ کو آنحضرتؐ خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور حضرت سعدؓ یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہؐ نے حضرت سعدؓ سے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلاتے جاؤ۔ سعدؓ اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔

سوال حضرت سعدؓ کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس صحابی کے لیے یہ الفاظ استعمال فرمائے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ کے علاوہ تاریخ میں حضرت زُبیر بن عوامؓ کا نام بھی ملتا ہے جنہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یعنی تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

سوال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے یہ الفاظ کس واقعہ کی وجہ سے کہے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ اُحُد کے دن نبی کریمؐ نے ان کے لیے اپنے والدین کو اکٹھا کیا۔ مشرکوں میں سے ایک آدمی نے ایک تیر چلایا جو حضرت امّ ایمن کے دامن میں جا لگا جبکہ وہ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ اس پر وہ ہنسنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو ایک تیر پیش کیا وہ تیر حِبَّان کے حلق میں جا لگا اور وہ پیچھے گر پڑا جس سے اس کا ننگ ظاہر ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔

سوال حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی بیماری میں کیا وصیت کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں مکہ میں بیمار ہو گیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہؐ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مَیں نے عرض کیا پھر نصف مال صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مَیں نے عرض کی پھر ایک تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر یہ بھی بہت زیادہ ہے۔ ☆☆

تربیت اولاد کے متعلق قرآنی تعلیم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زریں نصائح

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4/جولائی 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیت هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ۔ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (39) تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے اس آیت کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کا ترجمہ ہے: اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: حضرت مریمؑ کے منہ سے یہ بات سن کر کہ اللہ سب کچھ دیتا ہے، حضرت زکریا علیہ السلام نے خیال کیا کہ جب ہر چیز اللہ دیتا ہے تو مَیں کیوں نہ یقین کروں کہ ہر چیز خدا ہی دیتا ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو توجہ ہوئی کہ مَیں بھی اپنی ضرورت کی چیز خدا تعالیٰ سے مانگوں۔

سوال حضرت زکریا علیہ السلام نے کیا دعا کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ۔ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

سوال حضرت زکریا کی دعا کی قبولیت کا قرآن کریم کی کس آیت میں ذکر ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؑ کی اس دعا کی قبولیت کا ذکر سورۂ مریم کی آیت 8 میں ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا۔ یعنی اے زکریا! یقیناً ہم تجھے ایک عظیم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا پہلے کوئی ہم نام نہیں بنایا۔

سوال حضرت زکریا کی دعا کے نتیجہ میں جو بیٹا پیدا ہوا اس کی کیا کیا خوبیاں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سورۂ مریم آیت 13 تا 16 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر (اور) نافرمان نہیں تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اُسے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت زکریا کی دعا کو کن الفاظ میں بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: اے میرے خدا! میرے اندرونی قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں، میرا بیرونی چہرہ مسخ ہو گیا ہے، مَیں ہمیشہ سے ہی تیرے الطاف خسروانہ کا عادی ہوں۔ رشتہ دار میرے بُرے اور موت کے بعد گدّی

سنبھالنے کے منتظر۔ بیوی میری بیکار۔ پس اے میرے خدا! تُو مجھے ایک بیٹا دے جو میرا اہم خیال اور دوست ہو، جو میرے بعد تک زندہ رہنے والا اور میرے خاندان کو سنبھالنے والا ہو۔ وہ میرے اخلاق اور آل یعقوب کے اخلاق کو پیش کرنے والا ہو۔ وہ انسانوں ہی کے لئے باعثِ خوشی نہ ہو، بلکہ وہ تیرے لئے بھی باعثِ خوشی ہو۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو اولاد کے حق میں کیا دعا کرنے کی نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ دعا ایسی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے کہ صالح اولاد ہو اور پھر بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے۔

سوال حضور انور نے ایسے بچوں کو جو ماں باپ کے سامنے اکڑتے ہیں، کیا تنبیہ فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض بچے جائداد یا کسی معاملہ میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اُف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جا رہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے، تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا۔

سوال حضور انور نے والدین اور بچوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کیلئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائدادوں کے مالک بنیں لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہئے کہ وہ ماں باپ کے حقوق کا خیال رکھیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کے حصول کیلئے کیا دعا سکھائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 1893ء میں یہ الہام ہوا: ’’رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔‘‘ اے میرے ربّ! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے ربّ! امّت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے۔ اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نومبر 1907 میں اولاد کے متعلق کیا الہام ہوا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: یہ الہام ہوا کہ ’’سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی‘‘ مَیں ایک پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے اولاد کی خواہش کرنے والوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام بخیر کے لیے کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں، ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلعم کا ایمان حبط ہونے کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں بلعم کا ایمان جو حَبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دیدیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بددعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے کس بات کو بت پرستی میں شامل کیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے۔ پس ان کی اس قدر محبت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے بخیل کسے کہا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

سوال منشی عطا محمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی برکت سے کیا نشان دکھایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ منشی عطا محمد صاحب کے ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ جس کے پیدا ہونے کی خبر پہلے ہی لوگوں میں مشتہر کر دی گئی تھی۔ اس نشان کو دیکھ کر ان کے گاؤں ونجواں سے بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔

سوال جب ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مقابلہ کا چیلنج دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے کیا نشان ظاہر فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب کی اہلیہ ثانی کے بارہ میں متعدد ڈاکٹروں اور حکیموں کی متفقہ رائے تھی کہ اولاد سے محروم رہیں گی۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے جب ارتداد اختیار کیا تو حضرت مسیح موعودؑ کو مقابلہ کا چیلنج دیتے ہوئے کہا کہ ’’قدرت اللہ کیلئے بے شک دعا کریں اس کے اولاد نہیں ہوگی‘‘۔ اس پر حضور علیہ السلام نے دعا کی اور حضرت مولوی صاحبؓ کو لکھوایا ’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکو گے‘‘۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو چودہ بچے عطا کئے جن میں سے پانچ کو وہ سنبھال نہ سکے اور باقی نو بچے خدا کے فضل سے زندہ رہے۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10099: مَیں عالیہ صدیقہ بنت مکرم وسیم احمد صدیق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالانوار ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 16 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: وسیم احمد صدیق — الامۃ: عالیہ صدیقہ — گواہ: سید رشید احمد شمیم

مسل نمبر 10100: مَیں مسکان صدیقہ بنت مکرم شیخ عبدالسلیم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالانوار جنوبی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/170 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید عبدالمومن — الامۃ: مسکان صدیقہ — گواہ: بشارت احمد کریم

مسل نمبر 10101: مَیں تبسم برکت زوجہ مکرم سید شہاب احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالانوار جنوبی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار 10 گرام 24 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید شہاب احمد — الامۃ: تبسم برکت — گواہ: عبدالمومن

مسل نمبر 10102: مَیں محمد طاہر احمد ولد مکرم محمد یعقوب علی نیاز صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ہاؤس نمبر 10/200 (ایلورروڈ) ڈاکخانہ گوڈیواڈا ضلع کرشنہ صوبہ آندھرا پردیس، مستقل پتا: ظفر گڑھ ڈاکخانہ تمٹر پلّی ضلع جنگاؤں صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26/جون 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شبیر احمد یعقوب مبلغ سلسلہ — العبد: محمد طاہر احمد — گواہ: محمد یعقوب علی نیاز

مسل نمبر 10103: مَیں محمد سفیر احمد ولد مکرم محمد یعقوب علی نیاز صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ہاؤس نمبر 10/200 ڈاکخانہ گوڈیواڈا ضلع کرشنہ صوبہ آندھرا پردیس، مستقل پتا: ہاؤس نمبر 2-118/1 ظفر گڑھ ڈاکخانہ تمٹر پلّی ضلع جنگاؤں صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26/جون 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دعا کیلئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہوگئی یہ اسم اعظم ہے‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 100)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپورہ، صوبہ تامل ناڈو)

مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شبیر احمد یعقوب مبلغ سلسلہ　　العبد: محمد سفیر احمد　　گواہ: محمد یعقوب علی نیاز

مسل نمبر 10104: مَیں Muthasir Ahmed ولد مکرم SV Mahmood صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 34 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: اسٹریٹ 848 (مارکیہ) دوہا (قطر)، مستقل پتا: روئل مِیل روڈ پنگاڈی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10095 قطری ریال ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: Afeef bin Yousuf　　العبد: Muthasir Ahmed　　گواہ: اشرف علی

مسل نمبر 10105: مَیں شہناز اختر زوجہ مکرم عبدالنور خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ چھوٹا ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 56.240 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 97.160 گرام، حق مہر-/30,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد　　الامۃ: شہناز اختر　　گواہ: عبدالنور خان

مسل نمبر 10106: مَیں صفیہ بیگم زوجہ مکرم پیار محمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 58 سال تاریخ بیعت 1996، ساکن حلقہ دارالانوار ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28/جون 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: انگوٹھی 2.500 گرام 22 کیریٹ، حق مہر -/500 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نور محمد　　الامۃ: صفیہ بیگم　　گواہ: طاہر محمد

مسل نمبر 10107: مَیں نیرہ تنویر فارعہ زوجہ مکرم سید عطاء الباری صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی، ساکن سول لائن ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/جون 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 80 گرام 22 کیریٹ، حق مہر 1 لاکھ روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالباری فاروقی　　الامۃ: نیرہ تنویر فارعہ　　گواہ: عبدالرب فاروقی

مسل نمبر 10108: مَیں رانی پروین زوجہ مکرم محمد منذر یاسین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 سیٹ 2 تولہ 8 گرام، 2 انگوٹھی 5 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 3 گرام (تمام زیورات 23 کیریٹ)، زیور نقرئی: 2 جوڑی پازیب، حق مہر -/7,100 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/450 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد خالد انسپکٹر　　الامۃ: رانی پروین　　گواہ: منذر یاسین

مسل نمبر 10109: مَیں محمد تحسین پرویز ولد مکرم محمد یٰسین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ دیہاڑی کارکن عمر 72 سال تاریخ بیعت 1993، ساکن حلقہ چھوٹا ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد خالد انسپکٹر　　العبد: محمد تحسین پرویز　　گواہ: منذر یاسین

مسل نمبر 10110: مَیں رخشندہ زوجہ مکرم منور احمد ناصر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 31 سال پیدائشی احمدی، ساکن بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 ناک کی نتھ 0.700 گرام، چین 2.400 گرام، انگوٹھی 2.500 گرام، 2 جوڑی ٹاپس 10.800 گرام (22 کیریٹ)، زیور نقرئی: 2 جوڑی پائل 115 گرام، انگوٹھی 5 گرام، بالوں کا جھومر 20 گرام، پیر کی بچھوا 5 گرام، حق مہر -/55,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مجاہد احمد سلیجہ　　الامۃ: رخشندہ　　گواہ: محمد خالد انسپکٹر

مسل نمبر 10111: مَیں کرم دین ولد مکرم صدیق صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ کارپینٹر عمر 40 سال تاریخ بیعت 1995، ساکن حلقہ محمود ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ اراضی زمین 6 کنال بمقام باس صوبہ ہریانہ، ایک پلاٹ 90 گز شاملاٹ بمقام باس صوبہ ہریانہ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عاشق حسین گنائی　　العبد: کرم دین　　گواہ: طاہر احمد بیگ

مسل نمبر 10112: مَیں ثمینہ بیگم زوجہ مکرم کرم دین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ محمود ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/18,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی کان کی بالی ایک جوڑی 4 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عاشق حسین گنائی　　الامۃ: ثمینہ بیگم　　گواہ: طاہر احمد بیگ

مسل نمبر 10113: مَیں امتہ الباقی بنت مکرم عبدالمناف صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ کوٹھی دارالسلام ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ -/2400 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالمناف　　الامۃ: امتہ الباقی　　گواہ: محمد ابراہیم سرور

مسل نمبر 10114: مَیں فوزیہ پروین زوجہ مکرم محمد ابراہیم سرور صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ کوٹھی دارالسلام ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: سیٹ (ہار اور کانٹے) 15.950 گرام، پینڈنٹ اور کانٹے 11.500 گرام، ایک جوڑی کانٹے اور ایک جوڑی بالیاں 4.600 گرام، تین انگوٹھیاں 4.330 گرام، ایک لونگ 0.110 گرام (تمام زیورات 24 کیریٹ) زیور نقرئی: دو جوڑی پائل 152 گرام، حق مہر -/45,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ابراہیم سرور　　الامۃ: فوزیہ پروین　　گواہ: عبدالمناف

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 10 - September - 2020 Issue. 37

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4 ستمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ ؕ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (آل عمران: 173) کہ جن لوگوں نے اللہ اور رسول کا حکم اپنے زخمی ہونے کے بعد بھی قبول کیا ان میں سے ان کیلئے جنہوں نے اچھی طرح اپنا فرض ادا کیا ہے اور تقویٰ اختیار کیا ہے بڑا اجر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت زبیر کا ذکر کچھ باقی تھا جو آج بیان کروں گا۔ اس آیت کے بارے میں جو مَیں نے ابھی پڑھی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عُروہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے تمہارے آباء زبیر اور ابوبکر اسی آیت میں مذکور صحابہ میں سے تھے۔ جب جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور مشرکین پلٹ گئے تو آپ ﷺ کو اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ وہ کہیں پھر لوٹ کر حملہ نہ کریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرنے کون کون جائے گا۔ اُسی وقت ان میں سے ستر صحابہ تیار ہو گئے۔ ابوبکر اور زبیر بھی ان میں شامل تھے۔ اور یہ دونوں زخمیوں میں سے تھے۔ حضرت علی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے کانوں سے، یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہ اور زبیر جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔ حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد حضرت عبدالرحمن اور حضرت سعید بن زید کا مقام ایسا تھا کہ میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے لڑتے تھے اور نماز میں آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔

رسول کریم ﷺ جن کاتبوں کو قرآن کریم لکھواتے تھے اُن میں حضرت زبیر بن عوامؓ کا نام بھی آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ میں مکانوں کی حد بندی کی تو حضرت زبیر کیلئے زمین کا بڑا ٹکڑا مقرر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو سرکاری زمینوں میں سے ایک اتنا بڑا ٹکڑا عطا فرمایا جس میں کہ حضرت زبیر کا گھوڑا جس حد تک دوڑ سکتا تھا دوڑ جائے۔ حضرت زبیر کا گھوڑا جس جگہ پر جا کر کھڑا ہوا وہاں سے انہوں نے اپنا کوڑا بڑے زور سے اوپر پھینکا اور رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ نہ صرف اس حد تک زمین ان کو دی جائے جہاں انکا گھوڑا جا کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ جہاں ان کا کوڑا گرا تھا اس حد تک ان کو زمین دی جائے۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کا گھوڑا بھی میلوں دوڑ سکتا ہے اور عرب کا گھوڑا تو بہت زیادہ تیز ہوتا ہے۔ اگر چار پانچ میل بھی گھوڑے کی دوڑ رکھی جائے تو بیس ہزار ایکڑ کے قریب زمین بنتی ہے جو ان کو دی گئی تھی۔

حضرت زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ان کا ایک انصاری صحابی سے نبی ﷺ کی موجودگی میں پانی کی نالی میں اختلاف رائے ہو گیا جس سے وہ دونوں اپنے کھیت کو سیراب کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے بات کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ زبیر تم اپنے کھیت کو سیراب کر کے اپنے پڑوسی کیلئے پانی چھوڑ دو۔ انصاری کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ کہنے لگا یا رسول اللہ، یہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں نا، اس لئے آپ یہ فیصلہ فرما رہے ہیں۔ اس پر نبیؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ اب تم اپنے کھیت کو سیراب کرو اور جب تک پانی منڈیر تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک پانی کو روکے رکھو گویا اب نبیؐ نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دلوا دیا جبکہ اس سے پہلے انصاری کیلئے گنجائش رکھی تھی۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ بخدا میں یہ سمجھتا ہوں کہ مندرجہ ذیل آیت اسی واقعہ سے متعلق نازل ہوئی ہے: فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَیُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (النساء: 66) یعنی نہیں تیرے رب کی قسم وہ کبھی ایمان نہیں لا سکتے جب تک وہ تجھے ان امور میں منصف نہ بنا لیں جن میں ان کے درمیان جھگڑا ہوا ہے پھر تو جو بھی فیصلہ کرے اس کے متعلق وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور کامل فرمانبرداری اختیار کریں۔

حضرت زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ثُمَّ اِنَّکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ۔ یعنی یقیناً تم قیامت کے دن اپنے رب کے حضور ایک دوسرے سے بحث کرو گے تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہماری دنیاوی لڑائیاں مراد ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ (تکاثر: 9) یعنی اس دن تم ناز و نعم کے متعلق ضرور پوچھے جاؤ گے تو حضرت زبیرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم سے کن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا جبکہ ہمارے پاس تو صرف کھجور اور پانی ہے۔ نبیؐ نے فرمایا خبردار یہ نعمتوں کا زمانہ بھی عنقریب آنے والا ہے۔

ایک بزرگ نے ایک موقع پر حضرت زبیر سے کہا کہ میں نے آپ کے جسم پر زخموں کے ایسے نشانات دیکھے ہیں جو آج سے پہلے میں نے کبھی کسی کے جسم پر نہیں دیکھے۔ حضرت زبیر نے جواباً کہا خدا کی قسم یہ تمام زخم مجھے اللہ کی راہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ کرتے ہوئے آئے ہیں۔

حضرت زبیر کے ایک ہزار غلام تھے جو انہیں خراج ادا کرتے تھے۔ وہ اس میں سے گھر کچھ بھی نہ لاتے اور سارا صدقہ کر دیتے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر دین کے ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت زبیر نے جنگ جمل کے دن مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ اے پیارے بیٹے ایسا نظر آتا ہے کہ آج میں بحالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے۔ اے میرے بیٹے اگر اس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مولیٰ سے مدد لینا۔ عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے؟ تو حضرت زبیر نے کہا اللہ۔ پھر جب کبھی میں ان کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیر کے مولیٰ ان کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا کر دیتا یعنی اللہ تعالیٰ قرض کی ادائیگی کے سامان پیدا کر دیتا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت علی کی خلافت کے انتخابات کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کا واقعہ شہادت ہوا اور حضرت علی کو بیعت لینے پر مجبور کیا گیا تو کئی دفعہ کے انکار کے بعد آپ نے اس ذمہ داری کو اٹھایا اور لوگوں سے بیعت لینی شروع کر دی۔ بعض اکابر صحابہ اس وقت مدینہ سے باہر تھے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے متعلق آتا ہے کہ ان کی طرف حکیم بن جبلہ اور مالک بن اشتر کو چند آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا گیا اور وہ تلواریں سونت کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ حضرت علی کی بیعت کرنی ہے تو کرو ورنہ ہم ابھی تم کو مار ڈالیں گے۔ انہوں نے اس شرط پر حضرت علی کی بیعت کی کہ وہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے جلد بدلہ لیں گے۔ مگر بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت علی قاتلوں سے قصاص لینے میں جلدی نہیں کر رہے تو وہ بیعت سے الگ ہو گئے اور مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ پھر قاتلین حضرت عثمانؓ کی ایک جماعت نے حضرت عائشہ کے پاس جا کر ان کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آپ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کیلئے جہاد کا اعلان کر دیں۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں حضرت علی اور حضرت عائشہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر میں جنگ ہوئی جسے جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے شروع میں ہی حضرت زبیر حضرت علی کی زبان سے رسول کریمؐ کی ایک پیشگوئی سن کر علیحدہ ہو گئے تھے۔ جس میں آپؐ نے حضرت زبیر سے فرمایا تھا کہ تم علی سے لڑو گے اور زیادتی تمہاری طرف سے ہوگی۔ حضرت زبیر نے قسم کھائی کہ وہ حضرت علی سے جنگ نہیں کریں گے۔ دوسری طرف حضرت طلحہ نے بھی اپنی وفات سے پہلے حضرت علی کی بیعت کا اقرار کر لیا تھا کیونکہ روایت میں آتا ہے کہ وہ زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا انہوں نے پوچھا تم کس گروہ میں سے ہو اس نے کہا حضرت علی کے گروہ میں سے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ تیرا ہاتھ علی کا ہاتھ ہے اور میں تیرے ہاتھ پر حضرت علی کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: جب حضرت زبیر مدینہ کی طرف واپسی کا ارادہ کر کے نکلے تو صفوان مقام پر بکر نامی ایک شخص آپ کو ملا اس نے کہا کہ اے حواری رسول اللہ ﷺ آپ کہاں جا رہے ہیں آپ میری ذمہ داری میں ہیں آپ تک کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔ وہ شخص حضرت زبیر کے ساتھ چل پڑا اور ایک آدمی احنف بن قیس سے ملا اس نے کہا کہ یہ زبیر ہیں جو مجھے صفوان میں ملے تھے۔ احنف نے کہا کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں گتھم گتھا ہیں اور تلواروں سے ایک دوسرے کی پیشانیاں کاٹ رہے ہیں اور یہ اپنے بیٹے اور گھر والوں سے ملنے جاتے ہیں۔ جب عمیر بن جرموز اور فضالہ بن حابس اور نفیل نے یہ بات سنی تو انہوں نے سوار ہو کر حضرت زبیر کا پیچھا کیا اور ان کو ایک قافلہ کے ساتھ پا لیا۔ عمیر بن جرموز گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے سے آیا اور حضرت زبیر پر نیزہ سے حملہ کیا اور ہلکا سا زخم دیا۔ حضرت زبیر نے بھی اس پر حملہ کیا۔ جب ابن جرموز نے دیکھا کہ وہ قتل ہونے والا ہے تو اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو آواز دی اور انہوں نے مل کر حملہ کیا یہاں تک کہ حضرت زبیر کو شہید کر دیا۔ حضرت زبیر کو شہید کرنے کے بعد ابن جرموز حضرت علی کے پاس حضرت زبیر کا سر اور ان کی تلوار لایا۔ ابن جرموز نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت علی نے فرمایا کہ ابن صفیہ حضرت زبیر کو شہید کرنے والا دوزخ میں داخل ہو۔ حضرت زبیر وادی سوا میں دفن کئے گئے۔ شہادت کے وقت حضرت زبیر کی عمر چونسٹھ سال تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابن جرموز نے آکر حضرت علی سے اجازت چاہی تو حضرت علی نے اس سے دوری چاہی۔ اس پر اس نے کہا کیا زبیر مصیبت والوں میں سے نہ تھے۔ حضرت علی نے کہا کہ تیرے منہ میں خاک میں تو یہ امید کرتا ہوں کہ طلحہ اور زبیر ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ (الحجر: 48) اور ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی ہو کر بیٹھیں گے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم الحاجی ابراہیم مبائع صاحب نائب امیر سوم گیمبیا، مکرم نعیم احمد خان صاحب نائب امیر کراچی اور مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ جرمنی کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad